THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday the April 28, 2025
(349th Session)
Volume V, No.03
(Nos. 01-04)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume V SP.V (03)/2025
No.03 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Further discussion on Motion under Rule 218 on the issue pertaining to rising escalation between India and Pakistan apropos to Pahalgam attack in the Indian Illegally Occupied Jammu & Kashmir (IIOJK), on 22nd April, 2025.. 2
   - Senator Irfan-ul-Haque Siddiqi 2
   - Senator Syed Ali Zafar 7
   - Senator Poonjo.. 12
   - Senator Manzoor Ahmed 15
   - Senator M. Fesal Vawda 18
   - Senator Jan Muhammad 20
   - Senator Anwaar-ul-Haque 23
   - Senator Syed Shibli Faraz, Leader of the Opposition 28
   - Senator Kamran Murtaza 35

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Monday, the April 28, 2025

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty minutes past four in the evening with Mr. Acting Chairman (Senator Syedaal Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ
اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَ
اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا
﴿۲۴﴾ؕ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف تک نہ کہو، اور نہ اُنہیں جھڑکو، بلکہ اُن سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو۔ اور ان کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے ہوئے ان کے سامنے اپنے آپ کو انکساری سے جھکاؤ، اور یہ دعا کرو کہ: ’یا رب! جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے، آپ بھی ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجئے‘۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے۔ اگر تم نیک بن جاؤ، تو وہ اُن لوگوں کی خطائیں بہت معاف کرتا ہے جو کثرت سے اُس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

سورۃ بنی اسرائیل (آیت نمبر ۲۳تا۲۵)

جناب قائم مقام چیئرمین: جزاک اللہ۔ اس Order No.2 پر کچھ پارلیمانی لیڈران نے کشمیر کے issue پر بات کی تھی۔ کشمیر کے حوالے سے ایک اور قرارداد پیش ہوئی تھی جو pass بھی ہو گئی تھی۔ ابھی جو باقی پارلیمانی لیڈران رہ گئے تھے، اُن سے شروع کرتے ہیں۔ جی سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب۔

Further discussion on Motion under Rule 218 on the issue pertaining to rising escalation between India and Pakistan apropos to Pahalgam attack in the Indian Illegally Occupied Jammu & Kashmir (IIOJK), on 22nd April, 2025

Senator Irfan-ul-Haque Siddiqi

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ جو واقعہ ہوا ہے اُس کے حوالے سے اور بھارت نے جو یک طرفہ کارروائیاں کی ہیں، جو یک طرفہ propaganda کیا ہے، جو یک طرفہ ہم پر الزامات لگائے ہیں، اُن کے حوالے سے پورے House نے اتفاق رائے سے یک زبان ہو کر اُسے condemn کیا ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور قرارداد کی تیاری کے وقت Leader of the Opposition بھی موجود تھے، PTI کے پارلیمانی لیڈر بھی موجود تھے۔ انہوں نے قرارداد میں دلچسپی بھی لی، اُس میں ترامیم بھی suggest ہوئیں اور یہ اتفاق رائے کا ایک اظہار تھا جس کے لیے میں اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کی طرف سے سب کا بہت شکر گزار ہوں۔

جناب چیئرمین! یہ جو واقعہ پہلگام میں ہوا ہے، اُس کی طرف آنے سے پہلے ہمیں ایک character کی بات کرنی چاہیے جس کا نام نریندر مودی ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس کی پرورش RSS کی گود میں ہوئی۔ اُس نے دہشت گردی کی تربیت وہاں سے حاصل کی اور اُس کا یہ سفر بچپن اور لڑکپن سے شروع ہوتا ہے اور ہوتے ہوتے یہ گجرات کی وزارت اعلیٰ تک پہنچتے ہیں۔ جناب چیئرمین، وہاں اِن کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ 2002 کے مسلم کش فسادات ہوتے ہیں جس میں تین ہزار سے زیادہ مسلمانوں کو شہید کر دیا جاتا ہے، اُن کے گھروں کو لوٹ لیا جاتا ہے، وہاں ہماری سینکڑوں بچیوں کی آبرو ریزی ہوتی ہے،، اُن کے کاروبار تباہ کر دیے جاتے ہیں اور اُن کے لیے گجرات کو جہنم بنا دیا جاتا ہے۔ یہ پہلی بڑی سیاسی کامیابی یا کامرانی تھی جس سے اُن نے جست لگائی۔ چیئرمین صاحب،

اُن دنوں میں اُن کو گجرات کے قصاب کا خطاب دیا گیا۔ یہ خطاب ہمارے لیے تو شاید طنز اور تشبیہ کا باعث ہو لیکن اُنھوں نے اِس کو اپنے لیے اعزاز بنایا۔ اِس کو اپنے لیے سندِ افتخار بنایا۔ اپنی سیاست کی حکمت عملی بنائی کہ کس طرح مسلمانوں کو کچلنا ہے، کس طرح اپنے ایک خاص تصورِ مذہب کو پروان چڑھانا ہے۔

جناب چیئرمین! دنیا کا کوئی مذہب، بشمول ہندومت کے، ظلم کی تلقین نہیں کرتا، جبر کی تلقین نہیں کرتا، غیر انسانی رویوں کی تلقین نہیں کرتا لیکن مودی صاحب نے اِنہی رویوں کا پرچار بھی کیا، اِن رویوں پر عمل بھی کیا اور وہ ہندوستان جو نہرو کے زمانے میں کہلاتا تھا کہ جی ہم اپنے secularism پر ناز کرتے ہیں اور اپنی جمہوریت پر ناز کرتے ہیں۔ جو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت تھی، وہ صرف ایک شخص کے رویے کے باعث مسلمانوں کے لیے اور اقلیتوں کے لیے بھی دنیا کی سب سے بڑی قتل گاہ بن کر رہ گئی اور یہ معاملہ چلتا رہا۔

اِس کے ساتھ ساتھ کشمیر میں جو مظالم کا سلسلہ ہے، وہ بھی بہت پرانا ہے، سال ہا سال سے جاری ہے اور اب تک کے محتاط اندازوں کے مطابق ہمارے نوے ہزار کے قریب کشمیری باشندے اور مسلمان شہید ہو چکے ہیں، پچیس ہزار کے قریب ہماری بہنیں اور ہماری بیٹیاں بیوہ ہو چکی ہیں، بارہ ہزار کی تعداد اُن دخترانِ کشمیر کی بتائی جاتی ہے جن کی آبروریزی کی گئی اور ہزاروں ایسے ہیں جو جیلوں میں گل سڑ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! سات آٹھ لاکھ بھارتی سپاہ برس ہا برس بلکہ تین دہائیوں سے وہاں موجود ہیں اور اندازہ لگایا گیا ہے کہ اگر وہاں کی مسلم آبادی سے موازنہ کیا جائے تو ہر سات کشمیریوں کے اوپر ایک بندوق بردار مسلط ہے جو ان کے سینوں کی طرف بندوقیں تانے کھڑا ہے۔ گلی گلی ناکے لگے ہیں، پہرے لگے ہیں، چوکیاں ہیں، check posts ہیں اور کوئی انسان آزادی کے ساتھ حرکت بھی نہیں کر سکتا۔ اُس مقبوضہ کشمیر کو جو ایک خصوصی تحفظ اور خصوصی nature حاصل تھی، وہ ختم کر دی گئی ہے اور Article 370 اُڑا دی تھی۔

اُس کے بعد terrorism کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا۔ مسلمانوں کی آبادی کو کم کرنے کے لیے اور آبادی کا توازن درہم برہم کرنے کے لیے غیر مسلم کو وہاں لا لا کر بسایا گیا۔ مسلمانوں کی جائیدادیں ضبط ہوئیں، ان کے گھر جلائے گئے اور کشمیر جہاں پر اندازاً ڈیڑھ کروڑ مسلمان بستے تھے، اُس کی

مسلم اکثریتی حیثیت پر terrorism کا ایک ایسا نیا سلسلہ شروع ہوا تاکہ اُس آبادی کے توازن کو درہم برہم کر دیا جاسکے۔ جناب چیئرمین! وہ سلسلہ ایک طرف چل رہا تھا تو پھر پہلگام ہو جاتا ہے۔ کئی واقعات اور بھی ہوتے ہیں۔

میں پہلگام کی طرف آتا ہوں۔ یہ بھارت کا وہ سیاحتی مقام ہے جہاں بہت کثرت سے سیاح آتے ہیں اور وہ کوئی ایسا دور دراز علاقہ بھی نہیں ہے جو approach سے باہر ہے۔ وہاں پر سڑکیں موجود ہیں، سیاح جاتے ہیں، بازار ہیں، parks ہیں، تفریح گاہیں ہیں، shopping centers ہیں، وہاں پر ایک واردات ہوتی ہے اور وہ واردات دِن دہاڑے ہوتی ہے۔ اس پر بھارت کا official موقف یہ ہے کہ چار افراد آتے ہیں، وہ باقاعدہ سیاحوں کے interviews کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم اِس طرف ہو جاؤ اور تم اُس طرف ہو جاؤ اور اس کے بعد وہ قتل کر دیتے ہیں۔ قتل کرنے کے بعد وہ آرام سے چلتے ہوئے کہیں خلاؤں میں گم ہو جاتے ہیں۔ یہ اُن کا اپنا موقف ہے۔

اب پوچھا جائے کہ جب تمہاری سات لاکھ فوج موجود ہے، جب وہاں کوئی پرندہ پر نہیں مار سکتا، جب وہاں کوئی کشمیری گھر سے نہیں نکل سکتا اور پہلگام میں یہ پہلا واقعہ نہیں ہے، ایسے بے شمار واقعات اِس سے پہلے بھی ہو چکے ہیں۔ تو سیاحوں کی حفاظت کے لیے agencies کہاں تھیں؟ تمہاری فوج کہاں تھی؟ جو بندوقیں تانے کشمیریوں کے پیچھے پھرتے ہیں، وہ کہاں تھے؟ چار بندے کیا کوئی خلائی تشتری میں بیٹھ کر آئے جنہوں نے آزادی اور آرام کے ساتھ شناختی کارڈ check کرکے کارروائی کی اور وہ چلے گئے۔ آپ کا کوئی بندہ وہاں نہیں تھا؟ آپ کو کچھ پتا بھی نہیں ہے اور لطیفہ یہ ہے جناب چیئرمین کہ ابھی دس منٹ بھی نہیں گزرے اور لاشیں وہاں پر تڑپ رہی ہیں، زخمی پڑے ہوئے ہیں اور ایک FIR درج ہو جاتی ہے جس میں مجرمِ اعلیٰ پاکستان ہے اور پاکستان کٹہرے میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ نہ کوئی تحقیق ہے، نہ کوئی تفتیش ہے، نہ کوئی ثبوت ہے، نہ کوئی شواہد ہیں، نہ کسی طرح کے بھی ایسی indication ہے کہ جس میں پاکستان ملوث ہو۔ کیسے پاکستان ملوث ہے؟

جناب چیئرمین! پہلگام ہماری LOC سے کم و بیش دو سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ کس طرح ہمارے یہاں سے دہشت گرد وہاں دو سو کلومیٹر چل کر گئے اور وہ دو سو کلومیٹر کیسے چل سکتے ہیں جبکہ LOC کے پانچ سو پچاس کلومیٹر پر انہوں نے آہنی باڑ لگا رکھی ہے، فولادی باڑ لگا رکھی ہے جو بارہ فٹ اونچی ہے۔ قدم قدم پر چوکیاں ہیں، search lights ہیں، ان کے پہرے دار کھڑے

ہیں، ان کے بندوق بردار کھڑے ہیں۔ یہ چار افراد کہاں سے گئے ہیں جو پانچ سو پچاس کلومیٹر کی اُس باڑ کو توڑتے ہوئے اندر نکل گئے ہیں اور پھر دو سو کلومیٹر کا فاصلہ چشم زدن میں طے کر کے وہاں پہنچ گئے۔

پھر کہتے ہیں کہ نہیں! وہاں آس پڑوس میں کوئی ایک جنگل ہے، وہ وہاں چھپے ہوئے تھے۔ بھائی ایسا کون سا جنگل ہے ؟ تمہارے پاس technology ہے، تمہارے پاس ہر قسم کی سہولت موجود ہے، دیکھو وہاں ایک مجرم نہیں پکڑا گیا اور ان کی جو National Investigation Agency (NIA) کو کل ایک task ملتا ہے کہ مجرموں کا سراغ لگاؤ۔ سراغ لگانے کا task اب دیا جاتا ہے، تحقیق و تفتیش اب شروع ہوئی ہے۔ ایجنسی کی ایک کمیٹی بنی ہے اور الزام پہلے ہی لگ گیا ہے کہ پاکستان نے کیا ہے۔ لگتا یہ ہے کہ FIR پہلے کاٹی ہوئی تھی اور کارروائی شاید بعد میں ہوتی ہے تو پہلگام کے اندر کارروائی کے تمام پہلو مشکوک ہیں۔ وہ جو false flag operation کے تقاضے ہوتے ہیں، ingredients ہوتے ہیں، پہلو ہوتے ہیں وہ سارے کے سارے یہاں نظر آ رہے ہیں۔ پاکستان ایک تر نوالہ وہ سمجھتا ہے اور پاکستان کو بدنام کر رہا ہے۔

جناب والا! یہ واقعات ایک خاص پس منظر کے ساتھ ہوتے ہیں۔ 2000 میں صدر کلنٹن صاحب تشریف لائے تو 40 کے قریب سکھوں کو مار دیا گیا۔ صدر امریکہ کو نذرانہ پیش کیا گیا اور اس وقت بھی یہ کہا گیا کہ پاکستان کی کارروائی ہے۔ اب امریکہ کے نائب صدر تشریف لائے ہیں تو 27 سیاح وہاں ذبح کر دیے گئے تاثر یہ دینے کے لیے کہ یہ پاکستان کی کارروائی ہے۔ بھارت کا یہ ایک typical منصوبہ رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مرتبہ یہ منصوبہ کامیاب نہیں ہوا۔ دنیا نے اس کا ساتھ نہیں دیا، دنیا جان چکی ہے کہ کلبھوشن کیا کرنے آیا تھا؟ دنیا جان چکی ہے کہ تم کینیڈا کے اندر جا کر کیا کارروائیاں کرتے ہو۔ دنیا جان چکی ہے کہ دنیا بھر کے اندر تمہارا دہشت گردانہ nets موجود ہیں لہٰذا دنیا نے تمہارا ساتھ نہیں دیا۔ تمہارے موقف کا ساتھ نہیں دیا۔ تمہارے جھوٹ کا ساتھ نہیں دیا اور یہ جھوٹ اب چلنے والا نہیں ہے۔

جناب والا! کہا جاتا ہے کہ ہم نے سندھ طاس کا منصوبہ معطل کر دیا ہے۔ کس طرح تم نے معطل کر دیا؟ کس اتھارٹی کے تحت تم نے معطل کر دیا؟ یہ میرا اور آپ کا منصوبہ نہیں ہے، اس کے اندر World Bank بھی ہے، اس کے اندر اور بھی ادارے موجود ہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔

پاکستان کوئی بابری مسجد نہیں ہے کہ تمہارے چند غنڈے اس کے اوپر چڑھ دوڑیں گے اور گرا دیں گے۔ پاکستان چوبیس پچیس کروڑ شہریوں کا ایک آزاد ملک ہے۔ ہماری مسلح افواج لڑنا، مرنا جانتی ہیں اور تم جیسے جو منہ زور فرعون ہیں ان کا مقابلہ کرنا بھی جانتی ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ تم پاکستان کے پانی کو روک لوگے اور پانی کو روکنے کے بعد تم یہ سمجھوگے کہ دشت کربلا بنا دوگے۔ ہم اکیسویں صدی میں کوئی کربلا بننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ جناب بلاول بھٹو صاحب نے ایک بیان دیا ہے اور میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ اگر ہمارا پانی ان نہروں میں، دریاؤں میں نہیں بہے گا تو اس میں تمہارا خون بہے گا۔ سینیٹر شبلی فراز صاحب نے اپنے لیڈر کا غالباً 2019 کا quote کیا تھا، ٹھیک ہے قابل داد ہے کہ جب بھی کوئی موقع ملا ہمارے لیڈر نے تن کر اس کا جواب دیا۔ لیکن ایک دو quotes اور بھی ہیں جو تاریخ کا حصہ ہیں اور جنہوں نے اس پاکستان کو ایک دفاعی قعلہ بنا رکھا ہے، جنہوں نے اس پاکستان کو نظر بد سے بچا رکھا ہے۔ 1998 کے بعد سے۔۔

Mr. Acting Chairman: Order in the House, please.

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جب سے ایٹمی دھماکے ہوئے ہیں بھارت کو مہم جوئی کا موقع نہیں ملا، پڑھکیں لگتی رہتی ہیں اس طرح کی پھلجھڑیاں چھوٹتی رہتی ہیں۔ بھارت کو حملے کی جرات نہیں ہوئی۔ میں ذوالفقار علی بھٹو کا قول جو 1970 کا ہے وہ بھی یہاں سنانا چاہتا ہوں اس نے کہا تھا ہم گھاس کھالیں گے لیکن ایٹم بم بنائیں گے، اور بنایا۔

(اس موقع پر ایوان میں ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: آج اگر ہم توانائی کے ساتھ کھڑے ہیں، قوت کے ساتھ کھڑے ہیں، اپنے بازو پر کھڑے ہیں اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکتے ہیں تو اس لیے کہ ہم اس مہم میں کامیاب ہوئے۔ پھر 1998 آتا ہے، جب نواز شریف صاحب نے کہا کہ اربوں ڈالر ہوں یا دھمکیاں، میں لالچ میں آؤں گا نہ دھمکیوں سے ڈرتا ہوں، میں اٹیمی دھماکے کروں گا کیونکہ یہ میرے ملک کے مفاد کا تقاضا ہے۔ یہ بھی ایک quote ہے۔ جناب والا! ان کو بھی تاریخ کا حصہ بننا چاہیے جیسے میں نے بلاول بھٹو کے quote کو کہا۔ تو بات یہ ہے جناب عالی! میں اپنی تقریر کو سمیٹتا ہوں کہ ہمیں ہرگز یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ہمارا دشمن مکار بھی ہے چالاک بھی ہے اور اس سے کسی خیر کی توقع نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خاموشی کے ساتھ بیٹھ جائے گا۔ وہ کوئی بھی

انہونی کر سکتا ہے، کوئی حماقت کر سکتا ہے لیکن اسے معلوم ہونا چاہیے کہ حماقت کا نتیجہ وہی نکلے گا جو ایک احمق کو ملنا چاہیے۔ پاکستان اللہ کے فضل و کرم سے ایک آزاد اور خود مختار ملک ہے، اپنی حفاظت کرنا جانتا ہے۔ ہمارے سیاسی سو اختلافات ہوں گے۔ ہم آپس میں لڑیں گے مریں گے ایک دوسرے کے خلاف جو مرضی کریں گے لیکن پاکستان کے تحفظ کے لیے ہم یک جان ہیں، یک آواز ہیں اور ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر فصیل دفاع بنا کر اس پاکستان کا ان شاء اللہ تحفظ کریں گے۔ شکریہ!

جناب قائم مقام چیئرمین! جی، شکریہ۔ سینیٹر سید علی ظفر صاحب۔

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: شکریہ جناب چیئرمین! آپ کو شاید آواز آ رہی ہو گی، گونج آ رہی ہو گی جنگی ڈھول کی گھبرائی ہوئی آواز۔ ایک پیغام سینیٹ کی طرف سے وہاں بھجوا دیجئے ان کو پیغام یہ بھجوائیں کہ تاریخ آپ کو بتاتی ہے، آپ کو سکھاتی ہے کہ اس طرح کے ڈھول بجانے والے اپنی ہی گونج میں ڈوب جاتے ہیں اور ختم ہو جاتے ہیں، یہ ڈھول بند کر دیں۔ پاکستانی ایک ذمہ دار، پر امن، بہادر اور پر وقار نڈر قوم ہے۔ دہشت گردی دنیا کے کسی بھی خطے میں ہو ہم اس کے خلاف ہیں۔ ہم آج بھی دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں۔ ہمارے لاکھوں شہری شہید ہو چکے ہیں۔ ایک معصوم جان بھی جاتی ہے وہ ہماری قدروں، انسانیت اور مذہب کے خلاف ہے، اس لیے پہلگام میں جو کچھ ہوا ہمیں افسوس ہے جو ہلاک ہوئے، زخمی ہوئے اور جو ان کے رشتے دار ہیں ہم ان کے لئے دعا گو ہیں لیکن مودی اور ان کی نازی ذہنیت رکھنے والی انتہا پسند حکومت نے پاکستان کے خلاف ایک الزام لگایا ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ پہلگام میں جو واقعہ ہوا اس کا ذمہ دار پاکستان ہے تو میں پوری دنیا کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ الزام جھوٹا ہے۔ یہ الزام بے بنیاد ہے اور یہ الزام بدنیتی پر مبنی ہے۔

میرے سے پہلے اسپیکر نے بھی ذکر کیا کہ جو ہندوستان کی حکومت ہے ان کی پرانی عادت ہے وہ جھوٹے الزام لگاتے ہیں۔ ان کے لیے جھوٹ بولنا کوئی نئی بات نہیں false flag operationکے وہ بہت تجربہ کار ہیں۔ بالکل درست ذکر کیا جب 2000 میں President Bill Clintonآئے تھے اور سکھ کشمیریوں کو ہلاک کیا گیا تھا تو اس وقت بھی الزام پاکستان پر لگایا گیا تھا اور پاکستان پر الزام لگا کر ایک جنگ کا ماحول پیدا کیا گیا تھا۔ اس کے بعد تحقیقات ہوئیں اور جب تحقیقات ہوئیں جو ان کے اپنے آفیسر تھے انہوں نے اعتراف کیا کہ یہ پاکستان کے خلاف الزام غلط تھا

بلکہ جو انڈیا کی حکومت تھی وہی اس سارے معاملے میں ملوث تھی۔ انڈیا میں ایک چھوٹی سی چیز ہوتی ہے، کچھ بھی ہوتا ہے ایک منٹ کے بعد ان کے وزیر اور مشیر جو ہیں وہ پاکستان پر کسی ثبوت کے بغیر الزام لگانے شروع کر دیتے ہیں۔ اب بھی یہی ہو رہا ہے پہلگام میں جو واقعہ ہوا ابھی وہ واقعہ ہوا ہی ہے اور پاکستان کے اوپر جھوٹے الزام لگانا شروع کر دیے ہیں۔

جناب والا! یہ جو کشمیر میں واقعہ ہوا ہے یا کرایا گیا ہے میں مودی صاحب کو پاکستانیوں کی طرف سے ایک پیغام دینا چاہتا ہوں کہ لوگ اور دنیا بیوقوف نہیں ہے وہ آپ کے ڈرامے کی script جو ہے اس کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں اور اس پراپیگنڈا کو پہچانتے ہیں۔ بالکل ممکن ہے کہ یہ false flag operation ہے لیکن ظلم کی بات یہ ہے کہ اس سانحے سے مودی کی حکومت سیاسی مقصد نکالنے کی کوشش کر رہی ہے اس سے نفرتیں پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور وہ اسے استعمال کرنا چاہتے ہیں کہ کشمیری عوام پر مزید تشدد کیا جائے۔ وہ چاہتے ہیں کہ وہاں انہوں نے جو وحشیانہ قبضہ کیا ہوا ہے۔ اسے وہ مزید بڑھائیں۔ I will pause here for a minute میرا خیال ہے کہ انہیں پہلے اپنے گریبان میں دیکھنا پڑے گا sir, what are they doing in Kashmir? Are they not occupying illegally a territory, are they not raping the mothers and sisters of our Kashmiris brothers. Are they not killing their sons and torturing their brothers? کیا انہوں نے reign of terror نہیں پھیلایا ہوا؟ یہ پہلے اپنے گریبان میں دیکھیں اور پھر الزام پاکستان پر لگائیں۔

جناب چیئرمین! ان کا جو اصل مقصد ہے جس کی میں نشان دہی کرنا چاہتا ہوں اسے ذرا غور سے سنئیے، ان کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہمارا جو سندھ طاس معاہدہ ہے جسے ہم Indus Water Treaty کہتے ہیں وہ اسے ختم کرنا چاہتے ہیں۔ Indus Water Treaty کی ایک ایک شق کو میں نے بڑے غور سے پڑھا ہے اور دیکھا ہے، میں ایک وکیل ہوں۔ Indus Water Treaty کی پوری تاریخ کو جانتا ہوں، پاکستان نے پچھلے ساٹھ سال سے اس پر in letter and spirit عمل درآمد کیا ہے۔ ہندوستان نے ہمارا راوی، بیاس اور ستلج کا پانی پوری طرح استعمال کر لیا ہے، اب ان کی لالچی آنکھیں جہلم اور چناب کے پانی پر لگی ہوئی ہیں۔

جناب چیئرمین! انہوں نے announce کیا ہے کہ وہ اس معاہدے کو معطل کرتے ہیں، پہلی بات یہ ہے کہ اس معاہدے میں کوئی بھی ایسی شق نہیں ہے جو ہندوستان کو یہ اجازت دے کہ وہ یک طرفہ اسے معطل کر دے، اس میں ترمیم لے آئے یا اس معاہدے کو ختم کر دے۔ مودی اور اس کی انتہا پسند حکومت نے یہ جو اعلان کیا ہے کہ ہم اس معاہدے کو معطل کرتے ہیں یہ ایک غیر قانونی اقدام ہے اور ہم اسے ہر گز قبول نہیں کرتے ہیں۔ یہ پر امن وجود کے اصولوں کے خلاف ہے۔

جناب چیئرمین! آپ ایک چیز پر غور کریں کہ یہ معاہدہ پانی کے بارے میں ہے اور ہم یعنی پاکستان lower riparian's ہیں اور جب پانی کا مسئلہ آتا ہے تو lower riparian's کا یہ انسانی حق ہے کہ وہ اس پانی کو استعمال کریں۔ بھارتی حکومت کیا چاہتی ہے؟ وہ چاہتی ہے کہ ہمارا پانی بند کر دے اور ہمیں بھوکا، پیاسا مار دے۔ کیا اس سے بڑی کوئی دہشت گردی ہو سکتی ہے؟ اس سے بڑی کوئی دہشت گردی ہو سکتی ہے کہ آپ کروڑ ہا عوام سے ایک انسانی حق چھینیں؟ مودی اور ان کی نازی ذہنیت کی انتہا پسند حکومت ہے، انہیں میں بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو یہ حملہ کیا ہے یہ صرف معاہدے پر نہیں ہے، یہ پھر اعلان جنگ ہے۔ یہ ہر پاکستانی شہری کے خلاف اعلان جنگ ہے، یہ ہمارے ملک کی سالمیت کے خلاف اعلان جنگ ہے اور یہ ہمارے ملک کے مستقبل کے خلاف اعلان جنگ ہے۔

میں انہیں یاد کرانا چاہوں گا کہ میرے قائد عمران خان نے کیا کہا تھا کہ جب 2019 میں بھارت کی حکومت کی طرف سے اسی طرح کا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی، انہوں نے کہا تھا کہ ہم ایک بہادر قوم ہیں، ہم دھمکیوں سے نہیں ڈرتے۔ انہوں نے کہا تھا کہ اس ملک اور قوم کے لیے میری جان بھی حاضر ہے اور اگر ہندوستان پاکستان پر کوئی حملہ کرے گا تو ہم جوابی حملہ کرنے کا سوچیں گے نہیں بلکہ ہم جوابی حملہ کر دیں گے۔ انہوں نے کہا تھا کہ جوابی حملے کے علاوہ ہم کچھ نہیں کریں گے، ہم ہر صورت جوابی حملہ کریں گے اور انہوں نے کرکے دکھایا۔ پورا پاکستان عمران خان کی اس آواز کے پیچھے کھڑا ہے اور ہم اس لیے اکٹھے ہیں۔ عمران خان صاحب نے پھر کرکے دکھایا کہ ہم نے واپس جوابی حملہ کیا اور جب ہم نے جوابی حملہ کر لیا تو انہوں نے کیا کہا، انہوں نے اسی بھارتی حکومت سے کہا کہ ہم نے جذبات میں آکر جوابی حملہ نہیں کیا، ہم نے جوابی حملہ اس لیے کیا کہ ہم

ثابت کرنا چاہ رہے تھے کہ اگر آپ ہماری boundaries میں آئیں گے تو ہم بھی آپ کی boundaries میں آ کر حملہ کر سکتے ہیں اور یہ بات آج بھی سچ ہے۔

جناب چیئرمین! بھارت نے آج پانی کو ہتھیار بنا دیا ہے اور ہماری بقاء اور پاکستان کی سالمیت کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ مودی صاحب کو میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہم اس سے نہیں ڈرتے۔ ہم وہ قوم ہیں جو قربانیوں سے بنی ہے۔ پاکستان کسی کی کالونی نہیں ہے کہ آپ ہمارا پانی بند کر دیں گے، ہمیں بھوکا یا پیاسا رکھیں گے۔ ہم ایک nuclear power ہیں، ہم ایک خودمختار قوم ہیں۔ ہم وہ فولاد ہیں جناب جو آگ سے بھی نہیں پگھلتا۔ ہماری ہمت اتنی مضبوط ہے جتنے ہمارے پہاڑ ہیں اور وہ آسمان پر لکھی ہوئی ہے۔ مودی صاحب، آپ ہمیں ڈرانے کی کوشش کر رہے ہیں، آپ کو پتا ہے کہ we start, where fear ends, ہم وہاں سے شروع ہوتے ہیں جہاں خوف ختم ہوتا ہے۔ جناب ہمیں نہ ڈرائیں، ہم سے ڈریں۔ ہم پاکستان اور عمران خان کے سپاہی ہیں۔ ہمارے ملک کے خلاف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے گا تو میں سینیٹ کے اس floor پر announce کرتا ہوں کہ ہم اپنی جان پر کھیل کر اس دھرتی پر ایک آنچ بھی نہیں آنے دیں گے۔

ہمارے لیے پاکستان comes first. ہم پاکستان اور اس کی سالمیت پر کوئی سمجھوتا کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ مجھے اس وقت قائداعظم محمد علی جناح کی ایک بات مودی سرکار کو یاد کرانے کی ضرورت ہے، انہوں نے کہا تھا کہ we are all Pakistanis, ہم سارے پاکستانی ہیں، نہ پٹھان، نہ سندھی، نہ بلوچی اور نہ پنجابی۔ ہم سارے مسلمان ہیں اور اس ملک کے شہری ہیں اگر کسی نے حملہ کیا تو پورا پاکستان اس کے خلاف کھڑا ہوگا۔

جناب چیئرمین! مودی سرکار کو میں ایک اور بات بتا دوں کہ اگر treaty کی خلاف ورزی کر کے پاکستان کے پانی کا ایک قطرہ بھی انہوں نے موڑا، تو ہم اسے دشمن کا حملہ سمجھیں گے اور پھر ہمارے پاس جتنی قوت اور اختیار ہے وہ ہم استعمال کریں گے، چاہے وہ قانونی ہو، سفارتی ہو، چاہے وہ strategic tools کے ذریعے ہو اگر انہوں نے treaty کے بغیر کسی قسم کا بندوبست کیا تو ہم اس بندوبست کو پاش پاش کر دیں گے۔ مودی سرکار کو میرا پیغام ہے، آپ کو دنیا دیکھ رہی ہے، آپ یہ propaganda بند کریں، آپ یہ دھمکی واپس لیں، آپ یہ جھوٹ بولنا بند کر دیں ورنہ آپ نتائج کے لیے تیار ہو جائیں۔

جناب چیئرمین! مجھے یقین ہے کہ ہندوستان کے لوگ پرامن ہیں، they are peace loving people وہ ہمارے ساتھ ایک اچھا رشتہ قائم کرنا چاہتے ہیں، ایک ہمسائے والا رشتہ قائم کرنا چاہتے ہیں، they want a neighborly relationship, مجھے یقین ہے کہ اس معاملے میں مودی اور اس کی انتہا پسند حکومت کے ساتھ نہیں ہیں، they are not with this fascists regime of Mr. Modi لیکن میری ان سے التجاء ہے کہ مودی کو سمجھائیں کہ یہ war mongering ختم کردیں کیونکہ مودی ان کو تباہی کی طرف لے کر جارہے ہیں۔ اس ایوان کو اور پورے پاکستان کو میرا ایک پیغام ہے کہ K2 کی چوٹیوں سے لے کر، پنجاب کے میدانوں تک، گلگت سے گوادر تک ہماری ایک ہی آواز ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمارا جہلم کا، ہمارا چناب کا اور ہمارے سندھ کے دریا کا پانی سب پاکستان کا پانی ہے۔ اس پر ہم ہندوستان کو کسی قسم کا حق نہیں دیتے کہ وہ اس پر ہاتھ ڈالے۔ ہم ایک آواز ہو کر یہ اعلان کررہے ہیں، خود مختاری پر ہمارا کوئی سمجھوتا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! آپ نے دیکھا کہ یہاں پر جتنی opposition ہے انہوں نے ظاہر کر دیا، ثابت کردیا کہ جب پاکستان کا معاملہ آتا ہے تو ہم سب ایک ہیں۔ جیسے میں نے کہا کہ Pakistan comes first. وہ resolution تھی ہم نے اس پر فوراً sign کیا، ہم نے اس پر دستخط کیے۔ ہم نے اپنی ہر تقریر میں پاکستان کی بات کی اب وقت آگیا ہے کہ کیا حکومت بھی اپنا عزم ثابت کرتی ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ حکومت ایک APC بلائے اور اس میں ensure کرے، یقینی بنائے کہ عمران خان شامل ہوں۔ جب عمران خان کی آواز بلند ہو گی، جب قوم عمران خان سے directly آواز سنے گی تو وہ پوری دنیا میں گونجے گی اور ہمارا مقصد پورا ہوگا اور جو ہندوستان کے عزائم ہیں وہ خاک میں مل جائیں گے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا حکومت اصل میں سنجیدہ ہے، حکومت اصل میں اس مسئلے کو اسی طرح لینا چاہتی ہے جس طرح دیکھا گیا ہے کہ ہم اس سارے معاملے میں پاکستان کے ساتھ کھڑے ہیں۔ پاکستان کی اس خطے میں عدم استحکام کی کوئی خواہش نہیں ہے لیکن we will not accept being scapegoated by Indian chaos. میں آخر میں یہ کہنا

چاہوں گا کہ ہم پانی کے ہر قطرے کے لیے لڑیں گے اپنے آخری خون کے قطرے تک۔ پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہمارے سابق honourable Senator Dr. Ismail Buledi بھی سینیٹ کی کارروائی دیکھنے کے لیے آئے ہیں ہم ان کو سینیٹ میں خوش آمدید کہتے ہیں۔

(The Chair recognized the presence of former Senator Dr. Ismail Buledi, witnessing the Senate session)

جناب قائم مقام چیئرمین: ترتیب تو یہ ہی بنی تھی کہ تمام پارلیمانی لیڈرز کی لسٹ میرے سامنے ہے وہ سارے بات کریں گے مگر ایک سینیٹر کو کوئی emergency ہے، جی سینیٹر پونجو صاحب۔ انہوں نے کسی emergency کی وجہ سے اسلام آباد سے باہر جانا ہے۔

<u>Senator Poonjo</u>

سینیٹر پونجو: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے اس اہم issue پر بات کرنے کے حوالے سے موقع فراہم کیا ہے۔ جو ابھی recent واقعہ ہوا ہے پہلگام میں سب سے پہلے میں جو لوگ اس میں جاں بحق ہوئے ہیں ان کی family سے افسوس کا اظہار کرتا ہوں۔ لیکن ہم پاکستانی قوم جو ہیں وہ کبھی بھی یہ نہیں چاہتے تھے کہ ہمارے درمیان اس قسم کا کوئی تصادم ہو لیکن آج اس نہج پر ہم پہنچے ہیں کہ جب یہ واقعہ ہوا ہے تو سب سے پہلے ہندوستان کا وہ قاتل جس نے گجرات میں کئی مسلمانوں کو شہید کروایا۔ حالانکہ ہندو مذہب کے مطابق یہ کہتے ہیں کہ ہم گوشت بھی استعمال نہیں کرتے ہیں لیکن انہوں نے اپنی سیاست کا جو آغاز کیا تھا وہ انہوں نے بے قصور مسلمانوں کو شہید کروا کر کیا تھا۔ مودی انتہا پسند ہے اور اپنے ملک کو انتہا پسندی کی طرف لے کر جا رہا ہے۔ اس سے پہلے وہ ملک جس میں برصغیر تھا وہاں جو بڑے بڑے لیڈر صاحبان پیدا ہوئے۔ آج بھی وہاں Abul Kalam جیسے لوگوں نے اس دھرتی پر جنم لیا وہ امن کا گہوارہ بنے اور انہوں نے امن کی بات کی۔ لیکن یہ شخص جب سے آیا ہے اور اس نے اس علاقے کو اپنے مذہبی چنگل میں ڈال دیا ہے اور آئے دن وہ مذہب کی بنیاد پر سیاست کرتا ہے۔ جب انہوں نے بابری مسجد پر حملہ کرکے اس کو شہید کروایا تھا تو اس کے بعد آپ دیکھیں کہ آج وہ ہی وقت ہے اسی election میں Ayodha کی وہ

سیٹ بھی وہ ہار چکے ہیں۔ کیونکہ وہاں کے لوگوں نے اسی فیصلے کو دیر آید درست آید سمجھا اور انہوں نے کہا کہ یہ فساد کرانے کی بنیاد پر انہوں نے سیاست کا آغاز کیا۔ آج اس علاقے کے لوگوں نے BJP کو reject کر دیا ہے۔

یہ جو recent واقعہ ہوا ہے کیونکہ وہ تو بہانہ تلاش کرتے رہے ہیں اور ان کی سیاست ہی ان چیزوں پر ہے، آئے وقت کہیں نہ کہیں یہ ایسی چیزیں اٹھا کر اپنی سیاست کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اس واقعے کو اہم سمجھ کر دوسرے دن ہی بغیر کسی investigation, بغیر کسی verification, نہ کوئی شواہد ملے، نہ کوئی ثبوت ملے اور فی الفور انہوں نے پاکستان کے اوپر یہ الزام لگا دیا۔ پاکستان کی اٹھائیس کروڑ عوام کی دلوں کی دھڑکن پر ڈاکا ڈالا، انہیں emotional کرنے کی کوشش کی ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ جس طریقے سے انہوں نے پاکستان سے کہا کہ سندھ طاس معاہدے کے تحت ہم ان کا پانی بند کرتے ہیں۔ ہم انہیں بتانا چاہتے ہیں کہ یہ آپ کے بڑوں میں بھی ہمت نہیں تھی اس کو ختم کرنے کی، سندھ طاس کا معاہدہ international level پر ہے آپ اس کو ختم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہم سندھ دریا کے رہنے والے لوگ سندھو ماتری کے رہنے والے لوگوں نے تب بھی پانی پر جھگڑا کیا تھا، پانی ہم نے تب بھی نہیں دیا تھا تو آج بھی ہم اپنے حصے کا پانی نہیں دیں گے۔

جناب چیئرمین! آپ اس کا اندازہ اس بات سے لگا لیں کہ ہم دو صوبوں کے درمیان اگر پانی کا مسئلہ ہے تو ہم آپس میں کتنا لڑ جاتے ہیں تو ہم یہ کیسے قبول کر سکتے ہیں اور کیسے معاف کر سکتے ہیں۔ پاکستان کے تمام صوبے متفق ہیں، تمام political parties ان بنیادوں پر متفق ہیں اور ہم مودی کی policies کو reject کرتے ہیں اور آئے دن ہم یہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی سیاست برصغیر کے لیے نقصان دہ ثابت ہو گی۔

اس وقت ہندوستان سرکار نے تمام چیزوں پر فوراً، بغیر کسی verification کے جو بندشیں لگائی ہیں۔ ہمارے پاس پہلے بھی جو Khokhropar کی train گزرتی تھی اور zero point ہماری جو train کا آنا جانا تھا Jodhpur train, راجہ جی کی train وہ بھی پہلے ہندوستان نے بند کی تھی۔ میں آج record کی درستی کے لیے بتانا چاہ رہا ہوں کہ وہ بھی پاکستانی حکومت نے بند نہیں کی تھی وہ بھی انہوں نے بند کی تھی اور آج بھی انہوں نے واہگہ بارڈر

پر immigration کا system بند کیا ہے، تمام visas کو ختم کر دیا ہے۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو پاکستان میں بستے ہیں ان کے رشتے دار بھی وہاں رہتے ہیں اور ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والے بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو اپنی تیر تھ جاترا کرنے کے لیے وہاں مقدس جگہوں پر جاتے ہیں۔ آج ان کو وہاں جانے سے بھی منع کر دیا ہے ہم تو یہاں بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہیں، ہم یہاں بیٹھ کر بھی عبادتیں کر سکتے ہیں لیکن ہم آپ کو بتانا چاہتے ہیں کہ آپ نے یہ بالکل غیر مناسب رویہ اختیار کرکے پاکستان کے ساتھ زیادتی کی ہے۔

مودی کی سیاست کا اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آج بھی ہندوستان میں بہت سارے scheduled caste دلت بستے ہیں اور دلت community کے ساتھ ان کا رویہ کیا ہے۔ آج بھی ان کے وہاں برتن الگ رکھے گئے ہیں، آج بھی ان کے بچوں کو اچھی تعلیم نہیں دی جاتی ہے۔ آج بھی scheduled caste دلت کے بچوں کو بہتر سکولوں میں داخلہ نہیں دیا جاتا۔ آج بھی وہاں کے دلت بھٹک رہے ہیں۔ Scheduled caste کے لوگ وہاں پریشان ہیں۔

میں اپنی پاکستانی حکومت سے یہ appeal کرتا ہوں کہ براہ مہربانی وہ دلت، وہ scheduled caste جو مجبوراً ان کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں، مہربانی کر کے ایسے visa کی policy اختیار کریں کیونکہ بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو پاکستان سے محبت کرنا چاہتے ہیں، ان کی پاکستان سے دلی لگن ہے۔ ان کے ساتھ جو یہ ناانصافی ہو رہی ہے وہ ختم ہونی چاہیے۔ آج اس موقعے کی مناسبت سے یہ بھی بات کرتا ہوں کہ پاکستانی حکومت نے جو immediate action لیا ہے اور تمام چیزوں کے جو فیصلے کیے ہیں ان کو پوری پاکستانی عوام سراہ رہی ہے۔ لیکن میں ایک گزارش کرتا ہوں کہ ایک discrimination ہو جائے گی کہ آپ ایک community کے لیے visa policy different رکھ لیں اور آپ کہہ دیں کہ Sikh جو ہیں وہ تو کرتارپور سے آ سکتے ہیں لیکن یہاں سے اور لوگ نہیں جا سکتے تو مہربانی کرکے ان پر بھی بندش لگائی جائے۔ کیونکہ جب وہ ہمارے لیے کوئی گنجائش نہیں نکال سکتے ہیں تو ہمیں بھی ان کے لیے کوئی گنجائش نہیں رکھنی چاہیے۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر منظور احمد کاکڑ صاحب۔

Senator Manzoor Ahmed

سینیٹر منظور احمد: شکریہ، جناب چیئرمین! تمام دوستوں نے متفقہ طور پر جو قرارداد منظور کی ہے اور اس پر بڑی تفصیل کے ساتھ debate بھی ہوئی ہے۔ پہلگام میں جو واقعہ ہوا ہے۔ جہاں پر سیاح سیر و تفریح کے لیے گئے تھے ان کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا ہے۔ ہم اس درد میں ان کی فیملی کے ساتھ شریک ہیں۔ جناب چیئرمین! اگر آپ تاریخ اٹھالیں تو پاکستان نہ کسی نے ہمیں خیرات میں دیا ہے اور نہ پاکستان ہمیں کسی نے gift میں دیا ہے۔ پاکستان ہمارے آباو اجداد اور ہمارے بڑوں کی قربانیوں کے بعد ایک آزاد ریاست کی حیثیت سے وجود میں آیا ہے۔ اس کے لیے ہماری قربانیاں کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ جناب چیئرمین! اسی وقت سے لے کر آج دن تک انڈیا اور مودی سرکار ہمیشہ اس کشمکش میں رہی ہے کہ پاکستان کے خلاف اقوام متحدہ، سلامتی کونسل یا جتنے بھی International ادارے ہیں ان میں پاکستان کو میں کیسے بدنام کروں اور کیسے اس کو نقصان پہنچاؤں۔ جب بھی اس نے کوشش کی ہے تو اس نے منہ کی کھائی ہے۔ کیونکہ جب آپ جھوٹے الزامات لگاتے ہیں اور جب آپ غلط بیانیہ پیش کرتے ہیں تو اس کا result بھی وہی نکلتا ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہا ہے۔ جناب چیئرمین! اس واقعہ کے بارے میں دوستوں نے بات کی کہ جہاں پر 7 لاکھ افواج ہیں، Intelligence ادارے ہیں اور وہاں پر کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا تو اتنے بڑے واقعے کارونما ہونا۔ دس منٹ کے بعد اس واقعہ کے بارے میں FIR درج ہونا۔ ایک بہت بڑی منصوبہ بندی جو انہوں نے رچائی ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ دنیا کے سامنے بے نقاب ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین! مقبوضہ کشمیر میں جو ظلم ہے وہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ لوگ وہاں پر دوائیوں کے لیے نکل نہیں سکتے۔ لوگ وہاں پر اپنے لخت جگر کو قبرستان تک لے کر نہیں جا سکتے۔ وہاں پر اتنے بڑے واقعے کارونما ہونا۔ اپنی security lapse کی پاکستان پر الزام لگانا انتہائی افسوس کی بات ہے۔ جناب چیئرمین! جتنے واقعات ہوئے ہیں وہ سب ہمارے سامنے ہیں۔ Indus Water Treaty پر دوستوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی ہے۔ ہندوستان کا ایجنڈا پانی بند کرنا ہے، اس میں 1960 سے لے کر آج تک World Bank as an arbitrators موجود ہے۔ یہ معاہدہ ان کے کہنے پر فوراً معطل یا منسوخ نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئر مین ! اگر ہم بات کر لیں۔ اگر میں بلوچستان کے بارے میں بات کرلوں۔ اگر آپ دیکھ لیں تو 2009 میں ایک بہت بڑا سکینڈل Gupta Brother کے نام سے بنا تھا جو کہ بے نقاب ہوا تھا۔ یہ وہ سکینڈل تھا جب South Africa میں جب حکومت بنتی تھی اس کے صدر کا نام Jacob Zuma تھا۔ وہاں پر جو کچھ بھی ہوتا تھا وہ مودی سرکاری اور Gupta Brothers کے ذریعے ہوتا تھا۔ وہاں پر جتنے علاقے ہیں، سری لنکا آپ لے لیں، وہاں پر جو Tamil Tigers ہیں ان کو support کرنے والے یہی لوگ تھے۔ آپ Canada کی بات کریں وہاں پر جو بھی اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں وہ بھی مودی سرکار کے خلاف شواہد سامنے آئے ہیں۔ جناب چیئر مین ! آپ اگر امریکہ کو لے لیں۔ وہاں پر جو شواہد ملے ہیں وہ بھی مودی سرکار کے حوالے سے ملے ہیں۔ میں دور نہیں جاؤں گا۔ جناب چیئر مین ! میں بلوچستان کی بات آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ کلبھوشن سب کو یاد ہے۔ سب کے سامنے ہے کہ وہ ایک serving Colonel تھا تو وہ بلوچستان میں کیا کرنے آیا تھا؟ بلوچستان میں دہشت گردی کے حوالے سے جو گروپس تھے، خاص کر بلوچستان لبریشن آرمی کو وہ support کرتا تھا۔ TTP *Talibaan* کو وہاں پر دہشت گردی کے حوالے سے support کرتا تھا۔ ان دہشت گردوں کو باقاعدہ انڈیا سے فنڈنگ ہوتی ہے۔ افغانستان میں ترقیاتی کاموں کے لیے جو black money دیتے تھے وہ فنڈز پاکستان میں دہشت گردی کے حوالے سے استعمال ہوتے ہیں۔ جناب چیئر مین ! یہ کسی سے ڈھکی چھپی باتیں نہیں ہیں۔ جعفر ایکسپریس کا واقعہ ابھی ہمارے سامنے موجود ہے۔ پاکستان کے پاس تو شواہد موجود ہیں جن کو ہمارے بڑوں نے سلامتی کونسل میں رکھے ہیں۔ چاہے یہاں پر شہید ذوالفقار علی بھٹو کی بات ہوئی ہے یا ہمارے جتنے شہداء گزرے ہیں۔ یہاں پر شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔ نواز شریف کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔ عمران خان کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔ جناب چیئر مین ! میں شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئر مین ! جب ان کی حکومت تھی اور اس طرح کا ایک واقعہ رونما ہوا تو ہمارے وزیر خارجہ کو وہاں پر بھیج دیا گیا اور ان کو یہ کہا گیا کہ آپ پاکستان کے خلاف جو سوچ رکھتے ہیں۔ ہمارے پاس بھی وہ طاقت ہے کہ ہم پتھر کا جواب اینٹ سے بھی دے سکتے ہیں۔ یہ ہمیشہ ہماری کمزوری سمجھتے ہیں اور ہم خاموش رہتے ہیں۔ ہماری خاموشی کے حوالے سے انہوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہاں پر آج جو ہمیں ایک خوشی ہوئی ہے۔ یہاں پر

ہم تمام پارٹیاں ایک ہی page پر آئیں ہیں تو یہ ان کے لیے سب سے بڑا جواب ہے۔ اس سے پہلے بھی انہوں نے کوشش کی تھی جب ان کے جنگی جہاز پاکستان میں آئے تھے۔ جناب چیئرمین! ان کو اس موقع پر بھی جواب ملا تھا۔ ان کے جہاز کہاں پڑے تھے اور ان کے پائلٹس کہاں پڑے تھے؟ اگر وہ یہ سوچ رکھتے ہیں کہ گوادر یا CPEC جب مکمل ہو جائیں گے تو پاکستان بہت ترقی کرے گا۔ ہمارے چین کے ساتھ جو اچھے تعلقات ہیں وہ ان کو کھٹک رہے ہیں۔ وہ اچھے تعلقات بھی ان کو چبھ رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ تمام چیزیں ہمارے سامنے ہیں۔ یہ کسی سے ڈھکی چھپی باتیں نہیں ہیں۔ یہاں پر ہماری جتنی بھی پارٹیاں ہیں اور ہمارے جتنے بھی لیڈران ہیں آج انہوں نے پاکستان کے استحکام اور ترقی کے لیے ایک فیصلہ کیا ہے۔ جناب چیئرمین! ایک بات میں یہاں پر ضرور عرض کروں گا کہ ہماری جو State Policy ہے وہ سامنے آنی چاہیے۔ ہماری ایک State Policy ہونی چاہیے۔ اس بیانیے پر ہم سب نے مل کر کام کرنا ہے اور اس کو آگے لے کر جانا ہے۔ اس بیانیے پر عمل درآمد بھی ہم سب نے مل کر کرنا ہے۔ جناب چیئرمین! سلامتی کونسل میں یہ کیس ہمیں زیادہ مضبوط کرنا چاہیے۔ میں فخر سے کہنا چاہتا ہوں کہ آج سلامتی کونسل میں ہمارے جتنے بھی cases گئے ہیں اور خاص کر یہ کیس گیا ہے۔ جو ہماری سرکار نے plead کیا ہے۔ میں اس پر آفرین کہتا ہوں اور میں ان کو شاباش کہتا ہوں۔ انڈیا کا جو یہ ایجنڈا اور پروپیگنڈا تھا یہاں پر بے نقاب ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین! مودی سرکار نے جتنے بھی چینلز ہیں اور جتنے بھی اینکرز ہیں ان سب کو ایک پلیٹ فارم پر لا کر ان کو اتنا پیسا دیا ہے کہ وہ جتنا پروپیگنڈا کرنا چاہییں کر سکتے ہیں۔ یہاں پر میرے بھائی نے بات کی ہے کہ وہاں پر رہنے والے لوگ چاہے وہ مسلمان ہوں، چاہے وہ سکھ ہوں یا ان کا تعلق کسی اور community سے ہو ان پر جو ظلم ڈھایا جا رہا ہے اس کے بارے میں سب کو معلوم ہے۔ اس وقت جو سب سے بڑا دہشت گرد ہے وہ نریندر مودی ہے جو اس وقت انڈیا کا وزیر اعظم بنا ہوا ہے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ وہاں کے رہنے والے عوام کو بھی یہ پروپیگنڈا اب سمجھ آنا شروع ہو گیا ہے۔ جب فلسطین میں اسرائیل بربریت کر رہا تھا تو سب سے پہلے اسی مودی کا statement آیا تھا کہ میں آپ کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں۔ آپ اس بیان سے اندازہ لگا لیں کہ جہاں پر مسلمان کی بات آتی ہے تو یہ دہشت گرد سب سے پہلے اپنا حصہ ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ جہاں پر دہشت گردی ہوئی ہے اس کا مقابلہ کیا ہے اور اس کی مخالفت کی ہے۔ ان

دہشت گردانہ حملوں میں جو ہمارے شہدا ہیں وہ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ ان کے بارے میں سب کو پتا ہے۔

جناب چیئرمین! انہی الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر یہاں پر ختم کرنا چاہتا ہوں۔ باقی debaters تشریف رکھتے ہیں وہ بھی اس معاملے پر اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ پاکستان زندہ باد۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، سینیٹر فیصل واوڈا صاحب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر فیصل واوڈا صاحب۔

Senator M. Fesal Vawda

سینیٹر ایم۔ فیصل واوڈا: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔ میں آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ یہ جو ایک fake propaganda انڈیا نے ایک مرتبہ پھر کیا ہے اور ایک حسین اتفاق پھر سے ہوا ہے کہ پہلے کلنٹن جب دورے پر آئے تھے، تب بھی ایسا ڈراما تھا اور اس بار جب US delegation آیا ہے، تب بھی یہی ڈراما ہے۔ ہم پاکستان کی طرف سے ہر قسم کی دہشت گردی کی مذمت کرتے ہیں۔ ہم رنگ، نسل، ملک، سب سے بالاتر ہو کر ایسے کسی بھی اقدام کو condemn کرتے ہیں جس سے terrorism پھیلے۔ At the same time اگر ہم پر کوئی چیز زبردستی تھونپ دی جاتی ہے، compulsion بنا دیا جاتا ہے تو ہم پھر اس سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ہم جنگ نہیں چاہتے، ہم ایک peaceful ملک ہیں لیکن اگر جنگ ہوئی تو میں بتانا چاہتا ہوں کہ پورا پاکستان اپنی فوج کے پیچھے کھڑا ہوا ہے۔ ہم پھر انڈیا کو بتائیں گے کہ ہم کہاں سے گھسیں گے اور کہاں پھٹیں گے۔ ان کو یہ بھی نہیں پتا چلے گا۔ نمبر ایک۔

نمبر دو، انہوں نے ہمیں جو پانی کی دھمکی لگائی ہے، اتفاق سے میں پانی کا وزیر رہ چکا ہوں تو یہ کوئی نلکا تو ہے نہیں کہ پانی کو divert کر دیں گے اور Treaty دو ملکوں نے sign کی ہے، one sided ہو نہیں سکتا لیکن اگر خدانخواستہ، پانی کی یہ دھمکی دی گئی تو میں آپ کو بڑا categorically اور clarity سے بتا سکتا ہوں کہ انڈیا کے اوپر پہلا attack پاکستان launch کرے گا۔ ہم اس کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔ اس میں ہماری کوئی دو رائے نہیں ہونی چاہییں۔ نہ ہم بات کریں گے، نہ فون کریں گے اور نہ کسی چیز کا انتظار کریں گے۔

چیئرمین صاحب! جب بات ملک کی آجائے تو ہم سب یکجا ہیں۔ ہمارے لیے یہ ایک بڑا important time ہے۔ شہباز شریف صاحب کے لیے، لیڈرشپ کا، statesman کا، پرائم منسٹر ہونے کا اور جمہوری ہونے کا ایک موقع ہے کہ ہم تمام سیاسی جماعتیں جو یکجا ہیں، سمیت تحریکِ انصاف، ان کو ایک جگہ بٹھائیں، all parties conference بلائیں۔ میں کسی کو یہ نہیں کہہ رہا کہ کوئی کسی کو معاف کردے، کوئی کسی کا کیس بند کردے، کوئی کسی کو پرائم منسٹر شپ دے دے لیکن یہ ہمارے گھر کا معاملہ ہے۔ میں نے 9 مئی کیا ہے، 10 مئی کیا ہے، 11 مئی کیا ہے، آئین و قانون میرے پاس موجود ہے۔ اس کو بعد میں دیکھ لیں گے۔ یہ ہمارے گھر کا معاملہ ہے لیکن جب ہمارے گھر کی طرف کوئی باہر والا دیکھے گا تو ہم سب پھر ایک ہیں۔ اس میں ہماری clarity ہونی چاہیے۔

چیئرمین صاحب! یک اور چیز یہ ہے کہ جب ہمیں اتفاقاً، قدرت کی طرف سے، اللہ کی طرف سے ایک ایسا آرمی چیف ملا ہے جو قابل آرمی چیف ہے، جو confident ہے، جو well planned ہے، جو courageous ہے، جو trained ہے، جو executor ہے، جو visionary ہے، جو prepared ہے، جو battle hardened ہے، جس کے پاس بھرپور qualities ہیں اور ایک untamed Mustang ہے، ایک بے قابو گھوڑا ہے جب پاکستان کی باری آجائے تو پھر فکر کس چیز کی۔ ہم کس چیز کی فکر کریں جب اللہ تعالیٰ نے اسباب اور وسیلے بنادیے ہیں، security ان کے حوالے کردی ہے تو پوری قوم اپنی فوج کے پیچھے اور دشمن کے آگے کھڑی ہے۔

چیئرمین صاحب! یاد رکھیں، اللہ کی مہربانی سے میں ایک واحد وزیر ہوں کہ جب 2019 میں attack ہوا تو ابھی نندن کی ہم نے صرف مونچھیں مونڈ کر اس کے ہاتھ میں نہیں دیں، چپیڑیں مار کر واپس نہیں بھیجا بلکہ میں نے بارڈر پر جاکر انڈیا کا جھنڈا اپنے پیر کے نیچے رگڑ کر اپنے پاکستان کا جھنڈا گاڑا تھا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر اب ایسا کوئی موقع آیا تو پھر میں وہی کروں گا کہ انڈیا کے جھنڈے کو پیر کے نیچے رگڑ کر ہم پھر پاکستان کا جھنڈا گاڑیں گے۔

میں اسی توسط سے پاکستان کے میڈیا، تمام اینکرز کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے جو زبردست، responsible اور sensible politics کا جواب politically دیا ہے، تمام

پاکستانیوں نے دیا ہے، میں ان کا بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یاد رہے کہ ہمارے ملک کی ایک ایسی جگہ پر پیدائش ہے، ہم ایک ایسی artery ہیں کہ اگر ہم choke ہوئے تو پوری دنیا choke ہو جائے گی۔ خدانخواستہ، اگر یہ جنگ ہوئی تو انڈیا پاکستان کی جنگ نہیں ہوگی، یہ پہلے حصے میں خطے کی جنگ ہوگی، اس region کی جنگ ہوگی اور اگر مزید اسے بڑھایا گیا تو پوری دنیا کی جنگ بن جائے گی۔ ہمارے neighbouring دوست ملک ہمارے پیچھے کھڑے ہیں، وہ بہت ہی تگڑے اور قابل دوست ہیں اور مخلص ہیں۔ آج پاکستان کے ساتھ پوری دنیا یک جان ہو کر کھڑی ہے، یہ بھی پاکستان کی کامیابی ہے۔ میں آپ کو بتاتا چلوں کہ ہمیں چیف آف آرمی سٹاف کو مبارک باد دینی چاہیے کہ پہلا attack جو زبانی تھا، جو تڑیاں اور دھمکیاں ہمیں انڈیا نے دیں، نہ ہم نے توپ چلائی، نہ گولی چلائی، نہ بارود چلایا، ہم نے ان کو economically and financially hurt کیا ہے۔ پہلی مرتبہ ہم نے ان کا indirect trade بند کرکے 1.2 بلین کا نقصان شروع کر دیا۔ اپنی airspace روک کر ان کو نقصان دینا شروع کر دیا ہے تو یہ قابلیت ہے۔ ہم انتظار کر رہے ہیں کہ اگر کوئی چیز، خدانخواستہ ہوئی تو ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

چیئرمین صاحب! آخر میں، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ یاد رکھیں کہ ہماری فوج دنیا کی واحد فوج ہے جس کا نعرہ 'اللہ اکبر' ہے۔ ہم جب 'اللہ اکبر' کا نعرہ لگا کر میدان جنگ میں کودتے ہیں تو پھر ہمیں دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ میں پھر انڈیا کے terrorist mind-set اس کے گھٹیا پرائم منسٹر، اس کے چائے بیچنے والے پرائم منسٹر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تم نے مسلمانوں کے ساتھ خون کی ہولی کھیل لی ہے لیکن اگر تم نے ہمارے پانی کے معاملے پر ذرا سی بھی چوک کی تو اس بار ہم انڈیا کی فوج کے خون کے ساتھ ہولی کھیلیں گے۔ ہم بڑے clear ہیں، straight ہیں، prepared ہیں اور ready ہیں لیکن ہم نہیں چاہتے ایسا ہو۔ اس کو ہماری کمزوری نہیں بلکہ strength سمجھا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر جان بلیدی صاحب۔

Senator Jan Muhammad

سینیٹر جان محمد: چیئرمین صاحب! شکریہ۔ میں بلوچی کے ایک نامور شاعر جام دُرک کے ایک شعر سے اپنی بات شروع کرتا ہوں۔ (بلوچی زبان میں شعر پڑھا گیا)۔ شاعر کہتا ہے کہ جنگوں

کے یہ غلیظ قصے بتانے میں بہت اچھے لگتے ہیں لیکن ان سے پوچھیں جو اپنے پیاروں کو کھو دیتے ہیں۔
پہلگام میں جو کچھ ہوا، وہ قابل مذمت ہے اور اس دہشت گردی کی جتنی بھی مذمت کی جائے، کم ہے۔ اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ اس دہشت گردی میں ہم ضروری ہے کہ باہر کی قوتوں کو یا اپنے ہمسایہ ملک کو شامل کریں۔ اس واقعے کے بعد ہم دو ممالک، پاکستان اور انڈیا کے درمیان جو تشویش ناک صورت حال پیدا ہو گئی ہے، ان دونوں ملکوں کی لیڈر شپ کو چاہیے، قیادت کو چاہیے کہ وہ سلطان راہی بننے اور بڑی بڑی باتیں کرنے کی بجائے، ایک دوسرے کو للکارنے کی بجائے، حقیقت پسندی کا مظاہرہ کریں۔ نہ پاکستان، انڈیا کو کھا سکتا ہے اور نہ انڈیا میں اتنی طاقت ہے کہ وہ پاکستان کو کھا جائے۔ یہ سوچنے کی بات ہے کہ ہم جو بات کر رہے ہیں وہ کس قدر خوفناک ہے۔ اس وقت پاکستان اور انڈیا، دونوں کے میڈیا کا کردار دانش مندانہ نہیں ہے۔ انہوں نے تو ایک حد تک جنگ چھیڑ دی ہے۔ اگر انڈیا کے نیوز چینلز کو دیکھیں تو آپ کو حیرانی ہو گی کہ پاکستان کے خلاف وہ کس قدر سامنے آ رہے ہیں۔ ہمارے میڈیا کو بھی سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

ابھی انڈیا اور پاکستان کے درمیان جنگ ممکن نہیں ہے۔ یہ جنگ اتنی آسان نہیں ہے۔ ظہیر کاشمیری نے ایک جگہ پر لکھا تھا کہ ہمارے نیوکلیئر سائنسدان، عبدالقدیر خان تقریر کر رہے تھے تو انہوں نے مجمع کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر آپ ایک، دو، تین گنیں گے تو اس کے بعد ہندوستان نہیں رہے گا۔ اس بات پر بڑی clapping ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں کہ عبدالقدیر خان سمجھدار تھے، انہوں نے چار، پانچ، چھ، سات نہیں کہا۔ انہوں نے اس لیے پانچ، چھ، سات، آٹھ نہیں کہا کیونکہ انہیں یہ اندازہ ہے کہ دونوں ایٹمی طاقت ہیں۔ ہم بھی چار، پانچ، چھ کہنے کے قابل نہیں ہوں گے۔ یعنی یہ جنگ کا وہ ہولناک منظر ہے۔ اس خطے میں ہم جو بات کرتے ہیں، وہ بڑی بڑی کرتے ہیں لیکن ہمیں سمجھنا ہو گا اور ہندوستان کو بھی سمجھنا ہو گا۔ پہلگام حملہ ہوا اور وہاں پر دہشت گردی ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے دفتر خارجہ، وزیر خارجہ اور وزیر دفاع نے بڑا معقول statement دیا کہ وہ اس حملے میں کسی بھی inquiry میں ساتھ دیں گے اور اس کی حد تک پہنچنے کی کوشش کریں گے کہ اس میں کون ملوث ہے۔ ہمیں ان معاملات کو سنجیدہ لینا ہے۔ ہمیں ایک دوسرے پر الزام تراشی کر کے اصل حقائق سے اپنے آپ کو علیحدہ نہیں کرنا ہے۔ اگر آپ مجھ سے پوچھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے نے سب سے زیادہ نقصان کشمیری تحریک کو دیا، اس جمہوری تحریک کو دیا جو اپنے حقوق کی بات کرتا

ہے، جو خود مختاری کی بات کرتا ہے، جو حق خودارادیت کی بات کرتا ہے اور ایک non-violent تحریک ہے۔ ہر وقت ایک کوشش ہوتی ہے کہ اس تحریک کو دہشت گردی کی طرف موڑ کر اس کے خلاف دنیا کو اکٹھا کرنا ہے۔ جس طرح ہمارا رویہ ہے اور جیسے ہم بھی بعض اوقات بات کرتے ہیں۔ جعفر ایکسپریس کا واقعہ ہوا۔ انتہائی قابل مذمت ہے اور جتنی مذمت کی جائے، وہ ٹھیک ہے۔ بے گناہ لوگ مارے گئے اور یرغمال کئے گئے۔ جتنی مذمت کریں، کم ہے۔ جو قومی تحریکیں اپنے حقوق کی بات کر رہے ہیں، جو سیاسی جدوجہد کی بات کرتے ہیں، جو اپنے عوام کی بات کر رہے ہیں اور خود مختاری کی بات کرتے ہیں، ایسے واقعات بنیادی طور پر ان تحریکوں کو detract کرنے کی ایک کوشش ہوتی ہے۔

جناب! جہاں تک سندھ طاس معاہدے کی بات ہے، دیکھیں وہ ایک بہت بڑا معاہدہ ہے۔ آج ہم جہاں کھڑے ہیں، آپ یقین کریں کہ ایسے معاہدے اب ممکن نہیں ہیں کیونکہ اس وقت دنیا پر جو بڑی طاقتیں ہیں یا بڑی leadership ہے، وہ انتہائی غیر سنجیدہ ہو گئی ہے۔ آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ اگر آج یہ ہوتا تو کیا مودی کی موجودگی میں یہ ممکن تھا۔ بالکل نہیں تھا۔ ہندوستان اور پاکستان کی جن قیادتوں نے جس مرحلے میں یہ معاہدہ کیا تھا، آج اس کو ہاتھ لگانا بھی ممکن نہیں ہے۔ جو ہمارے اپنے اندرون ملک کے معاہدے ہیں، ہمیں ان کا بھی اسی طرح احترام کرنا ہوگا۔ ایک چھوٹا مسئلہ تھا جو پنجاب کے لئے نہر نکالنے کا تھا۔ اس پر کتنا بڑا شور ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے درمیان جو معاہدے ہیں، ہمارے درمیان جو 1973 کا آئین ہے، ہمیں اس کا احترام کرنا ہوگا۔ جب ہم اس سے تجاوز کرنے کی کوشش کریں گے تو معاملات خراب ہوں گے۔ جو قومیتیں ہیں پھر ان کے درمیان معاملات خراب ہوں گے۔ ہندوستان کو چاہیے کہ اپنے اندرونی معاملات کو سنجیدہ لے، کشمیریوں کے مسئلے کو سنجیدہ لے، وہاں لوگوں کے معاملات ہیں، انہیں سنجیدہ لے اور ہمیں بھی چاہیے کہ بعض اوقات ہم بھی جس طرح الزام لگاتے ہیں کہ یہ بھارت کی طرف سے ہوا یا بھارت اس میں ملوث ہے، ہمیں بھی اپنے گریبان میں جھانکنا ہوگا۔ ہمیں بھی دیکھنا ہوگا کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ آیا ہم اپنے لوگوں کے ساتھ انصاف کر رہے ہیں۔ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ بلوچستان جو ہمارے ساتھ ہے اور پاکستان کا حصہ ہے، وہاں جو روزانہ احتجاج ہو رہا ہے، اس کی کیا وجوہات ہیں۔ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ہم نے MPO کے تحت لڑکیوں اور بچیوں کو پکڑ کر جیلوں میں ڈالا ہے، کیا یہ کوئی طریقہ ہے۔ ہمیں

دیکھنا ہوگا کہ آج آپ نے سارے borders بند کر دیے۔ یہ تو سمجھ میں آتا ہے کیونکہ یہ آپ نے نہیں بلکہ انڈیا نے بند کیا۔ ہم نے تو صرف وہ جوابی اقدامات کئے جو ہمارے ذمے آتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان نے بہت ہی زیادہ سنجیدگی کا مظاہرہ کیا اور کوئی تجاوز نہیں کیا۔ اس وقت بین الاقوامی صورت حال میں جو ضرورتیں تھی، صرف وہ قدم اٹھائے گئے۔

جناب! ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے معاملات کو سنجیدہ لیں۔ 1973 کا Constitution موجود ہے۔ ہم کیوں اپنے وسائل کی تقسیم صحیح نہیں کرتے ہیں؟ دیکھیں جب آپ اپنے وسائل اور اختیارات کی تقسیم صحیح نہیں کریں گے، صوبوں کی خود مختاری تسلیم نہیں کریں گے، صوبوں کے معاملات میں مداخلت کریں گے جیسے ابھی جو ایک قانون Minerals Act پاس کیا گیا تو ہمارے درمیان بھی یہ فاصلے بڑھتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم سنجیدگی کا مظاہرہ کریں، اپنے معاملات کو حل کریں اور کسی دوسرے پر الزام نہ لگائیں، شکریہ۔

(The Chair recognized the presence of Mr. Pullain, MNA, witnessing the Senate session).

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ ملک اور صوبوں کے جو باقی issues ہیں، اس کے لئے آپ لوگ آپس میں مشورہ کر لیں اور کسی اور وقت ان پر بات کریں گے کیونکہ وہ بھی ضروری ہیں مگر آج صرف اسی حوالے سے بات کرنی ہے۔ جی سابق نگران وزیر اعظم، سینیٹر انوار الحق کاکڑ صاحب۔

Senator Anwaar-ul-Haque

سینیٹر انوار الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! آج تاریخ کے اس انتہائی نازک صورت حال جس کا پورے خطے کو سامنا ہے، آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ اپنے خیالات کا اظہار اس فورم کے ذریعے آپ کے اور قوم کے سامنے رکھ سکوں۔ اگر ہم تھوڑا سا تاریخ میں جائیں اور یہ سمجھنے کی جسارت اور کوشش کریں کہ آخر ہمیں کس چیز کا سامنا ہے۔ پہلگام کا واقعہ ہوا جس میں 28 بے گناہ لوگوں کی جانیں گئیں۔ ان بے گناہ لوگوں کی جو جانیں ہیں، وہ لاکھوں کشمیری جانوں جو اس جائز حق خود اداریت کی جدوجہد میں شہادت کے مرتبے پر پہنچی ہیں، اس کا متبادل تو نہیں ہو سکتی لیکن اس کو جواز بھی فراہم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ہم یعنی پاکستان نے بطور ریاست اسے condemn کیا ہے لیکن ساتھ میں وہ ہزاروں لاکھوں کشمیری بے گناہ شہدا کا جو لہو ہے، وہ بھی اس

پورے قصے کو ہمیں یاد دلاتا رہتا ہے کہ آخر ہم کیوں یہاں تک پہنچے۔ بر صغیر کی تقسیم کے حوالے سے، دو قومی نظریے کے حوالے سے، دو ارب انسان جس میں مسلمانان ہند اور غیر مسلمانان ہند، دونوں کی اپنی، اپنی تقسیم تھی اور اپنا، اپنا سیاسی نظریہ اور سیاسی فکر تھی جس کے نتیجے میں ایک غالب اکثریت نے دو قومی نظریے کی بنیاد پر اپنے لئے ایک نئی ریاست کی تشکیل چاہی اور اس کے حصول میں قائد اعظم محمد علی جناح کی سر براہی میں اس کی تکمیل ہوئی اور اس منزل کو حاصل کیا۔ اس منزل کے حصول کے بعد بد قسمتی سے اسے ہندوتوا جو ہندو مذہب تھا، خطے میں اسے اس سے تعبیر کیا گیا۔ میں وضاحت کے ساتھ بتاتا چلوں کہ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ Brahman political ideology کی distorted reflection ہے۔ وہ اسے vivisection of mother India سمجھتی ہے۔ اس کے تحت ایک نفرت کی فضا اور نفرتی emotions کی بنیاد پر روز اول سے ریاست پاکستان کے خلاف ابتدا کی گئی۔ ہمیں مختلف جگہوں پر اس کا مظہر ملتا ہے لیکن خصوصی طور پر کشمیر میں جس طریقے سے ریاستی جبر، ریاستی فوجی قوت کے ذریعے بزورِ شمشیر ان کی population کی مرضی کے خلاف قبضہ جمایا گیا۔ اس قبضے کے جواز کو کشمیری حریت قیادت نے سالہا سال، نسل در نسل resist کیا، مزاحمت کی اور اس مزاحمت کے نتیجے میں کبھی بھی اسے قانونی جواز اور شکل فراہم نہیں کیا۔ کشمیری شناخت نے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ آیا یہ دریائے سندھ کی طرح شامل ہو گی پاکستانی شناخت میں یا ہندوستانی شناخت میں۔ یہ فیصلہ، یہ حق اب تک کشمیریوں کو میسر نہیں آیا، جو Indian Independence Act کے تحت ان کو حاصل تھا۔ United Nations Security Council میں یہ معاملہ گیا اور اس کے بعد یہ ایک internationally disputed area ہے۔

جناب چیئرمین! ہندوتوا کی سیاست کو ہندوستان میں کبھی اتنی خاص پذیرائی نہیں ملی جو پچھلے دو تین دہائیوں سے ہم جس کا مظاہرہ دیکھ رہے ہیں۔ وہ ہندوستان جو secular کہلاتا تھا، اس کی شکل تبدیل ہو چکی ہے۔ جو جمہوری کہلاتا تھا، liberal democracy کا دعویدار تھا، وہی pluralistic society, liberal democracy اور towards majoritarianism convert ہو چکی ہے۔ Hindutva politics نے وہاں پر جتنی بھی اقلیتیں ہیں، چاہے وہ مسلمان، عیسائی، سکھ یا Nagas ہیں، ان کو marginalize کرنا،

ایسے قوانین تشکیل دینا جو اُن کے disadvantage میں ہوں اور اِن کے advantage میں ہوں، گھر واپسی قانون سے لے کر Citizenship Act اور Registration کے قانون تک ،یہ سب کیا ہے اوراس ریاست نے ایک ایسا رویہ اختیار کیا جو peripheral right to existing minorities کو ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ اقلیتیں ہندوستان میں رہ سکتی ہیں اگر وہ larger cultural طور پر اپنے آپ کو ہندو کہلوائیں،ورنہ ان کے پاس جو basic, constitutional rights ہیں،وہ بھی deny کر دینے چاہییں۔اس ماحول میں اسلام،وہ خصوصی طور پر ایک نعرہ دیتے ہیں کہ "پہلے قصائی، پھر عیسائی" یعنی pejorative word ہم مسلمانوں کے لیے استعمال کرتے ہیں کہ ذبیح کرتے ہیں کہ پہلے ان کو نشانہ بناؤ اور پھر اس کے ساتھ عیسائیوں کو نشانہ بناؤ، کیوں؟ کیونکہ ان کا دعویٰ ہے کہ یہ تمام،برصغیر میں جتنے لوگ تھے،پہلے ان کا تعلق ہندومذہب سے تھا جس کا راج براہمن کے پاس تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ ان میں کچھ لوگ عیسائی مذہب اختیار کر گئے اور کچھ اسلام کی طرف راغب ہو گئے تو ان کو گھر واپس لوٹ کر آنا چاہیے، ہندو مذہب کی طرف لوٹ کر آنا چاہیے۔ اس مذہبی انتہا پسندی کو مد نظر رکھتے ہوئے انہوں نے معاشرتی رویے بنائے۔ Mob lynching, جس میں گاؤماتا کی بے حرمتی کے الزام تھے،گاؤ متر یا گاؤ کی ذبیح کے الزام میں انسانوں کا قتل عام کرنا ایک acceptable مشغلہ ہو گیا ہے۔ ایک ایسا رویہ ہو گیا ہے جسے وہاں کا معاشرہ اور ریاست،دونوں نہ صرف درگزر کرتے ہیں بلکہ اسے قبولیت کا درجہ بھی دے دیا گیا ہے۔ ان کے ہمسائے میں بھوٹان، نیپال، سری لنکا،بنگلا دیش، سب کو زیرنگوں کرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں ایک حد تک شاید ان کو کامیابی بھی ملی ہے۔ تو رہ گیا کون؟ رہ گیا پاکستان۔ پاکستان کے ساتھ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہ اپنی چوبیس کروڑ عوام جو ایک pluralistic, democratic society کی transition کی جانب ہے، جو کہ Comity of Nations میں اپنا ایک باوقار مقام بطور منزل سامنے رکھے ہوئے ہے اور اس منزل کی جانب اگرچہ اسے انتہائی سنگین challenges بھی ہیں، جن کا اسے ادراک ہے لیکن ان challenges کو لیتے ہوئے آہستہ آہستہ وہ اپنی منزل کی جانب گامزن ہے۔ ایسے میں ہندوستان کی اس hegemonic design کے سامنے اگر کوئی کھڑا ہے in terms of capacity and in terms of intent, جس کا ارادہ بھی ہے اور جس کے پاس یہ صلاحیت بھی ہے،وہ

پاکستان کی ریاست ہے۔ پاکستان کی ریاست کی صلاحیت پر بات کرتے ہوئے،اس کی جو defence capabilities, armed forces ہیں،ہمیں اس current crisis میں یاد رکھنا چاہیے کہ اس وقت آپ کی battle hardened armed forces ہیں۔ یہاں سے موجودہ آرمی چیف جنرل سید عاصم منیر سے لے کر جو لیفٹیننٹ اس وقت serve کر رہا ہے،شاید ہی کوئی ایساافسر ہو جس نے توپ کی گھن گرج سنی نہیں،جس نے جہاز کے میزائل کی آواز سنی نہیں،جس نے اپنے سینے پر کوئی زخم سجایا نہیں،جس نے bullet کا سامنا نہیں کیا،دونوں صورتوں میں،چلانے اور سامنا کرنے کی صورت میں۔تو یہ battle hardened armed forces ہیں۔ یہ P-5 پر کھیلتے ہوئے gaming کی exercise میں پلے بڑھے نہیں ہوئے۔اگر ان کے علم میں نہیں ہے، ذرا ہمارے تمام سینئر افسران بشمول آرمی چیف کو دیکھ لیں کہ unit کہاں command کی ہیں،brigades کہاں command کی ہیں تو شاید ان کو فیصلہ کرنے میں یہ آسانی ہو جائے اور اپنی جانب بھی دیکھ لیں کہ انہوں نے P-5 کے علاوہ جنگ کہاں دیکھی ہے۔

کیا پاکستان ہمیشہ غیر ذمہ داری کے طور پر ہندوستان کو للکار رہا ہے یا اسے ملوث کرنے کی کوشش کر رہا ہے، قطعاً نہیں۔ I strongly resist this narrative. ہندوستان کی موجودہ قیادت پر پاکستان کیا الزام لگائے گا،Canadian authorities نے ہندوستان اور ہندوستان کی ریاست کو charge کیا ہے۔ American authorities نے pre-empt کیا ہے کہ یہاں پر یہ ایک Sikh decedent کو نشانہ بنانے والے تھے، کوئی Indian diaspora کی بات نہیں کی گئی،RSS کی کسی unit کی بات نہیں کی گئی،ہندوستان کی ریاست کی بات کی گئی۔ جگہ جگہ پر ہندوستان کی ریاست کے ذمہ داران چاہے ان کے defence ministers ہوں، باقی لیڈران ہوں، پارلیمان کے لوگ ہوں،وہ ایک محلے کے غنڈے کی طرح، ایک لٹیرے کی طرح کھلم کھلا admission اور دھمکیاں دے رہے ہوتے ہیں کہ پاکستان میں جا کر ہمیں فلاں کو مار دینا چاہیے، ہمیں پاکستان میں فلاں کو نشانہ بنانا چاہیے۔ یہ وہ قوم اور یہ وہ ملک ہے،پوری دنیا سن لے، the Indian political goons, they are openly threatening to kill the officials and common citizens in Pakistan and across the globe, and they still aspire to be

the permanent member of the Security Council of the United Nations. This is the thought of a nation which we are facing globally. We should think about it. ان کی رگوں میں یہ
بیٹھ چکا ہے کہ دہشت گردی ایک ایسا tool ہے جس میں ہم اپنا hegemonic design کو
fulfill کریں گے۔ بابر، محمود غزنوی اور احمد شاہ ابدالی کا بدلہ 2023 میں آسام میں مسلمانوں
سے لینا چاہتا ہے۔ اتر پردیش اور بہار کے مسلمانوں سے بدلہ لینا چاہتا ہے۔ Constantinople
کی Roman Empire کا بدلہ لینا چاہتا ہے، European colonization کا
بدلہ Goa کے عیسائی سے لینا چاہتا ہے، گروہ نانک کی علیحدہ روحانی شناخت کا تین سو سال بعد بدلہ لینا
چاہتا ہے جالندھر سے، ہریانہ سے یہ پاگل پن کا شکار ہو چکے ہیں، یہ بے ہودہ پن کا شکار ہو چکے ہیں۔
ہماری defence capabilities Air, Naval and Land the
Pakistanis should be rest assured they are in the secure
armed کی hands of very professional people. Pakistan
forces انتہائی professional ہیں اور میں اپنے سات آٹھ ماہ کے کام کے تجربے کے طور پر
ویسے ہی جس نے سننا ہے وہ سن لے نہیں سننا چاہتا تو میں اس کی مدد تو نہیں کر سکتا کہ current
army chief decision making میں reckless نہیں ہے swift ہے،
prepared ہے، responsive ہے اور اس کے strategic outcome اور goals
کی clarity with his institutional backing وہ intact ہے اور اس کی
translation ہمارے ساتھ آٹھ ماہ کے دور میں ایک چھوٹی سی demonstration ایران
کی جانب سے ہوئی تھی اور بھی ہمسایہ میں کئی جگہوں پر ہوئی تھی۔ اگر بہت شوق ہے ان کو حالانکہ
آج بھی میری assessment یہ ہے کہ Indian politician اور Indian media
personnel چونکہ یہ studio کے virtual ماحول میں رہتے ہوئے تو جنگ چاہ رہے ہیں،
شاید ان کی armed forces کیونکہ ان کے پاس reality check موجود ہے۔

They know your capability and they know your intent. The current Pakistani holistic approach of the whole Nation is we will go for the principle of an eye for an eye, a village for a village, a town for a town, a city for

a city and a country for a country if forced. Let there be no confusion internally or externally, we will not blink so, think thousand times prior to whatever you want to do. We are not a Nation of warmongers; we are not here for war but we are prepared for any war imposed on us.

you will face a single Nation, a کراچی سے خیبر، بولان سے راوی professional armed forces backed by a whole of the political polarized جس کی یہ غلط فہمی تھی کہ شاید ہمارے Nation approach. ماحول کی وجہ سے اپوزیشن مشرق میں جائے گی، حکومت مغرب میں جائے گی اور جنوب اور شمال میں کسی اور کا سفر ہوگا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر صاحب بہت شکریہ۔

سینیٹر انوار الحق: وہاں پر یہ میں remind کرواتا چلوں کہ when it comes to the cricket and India we are always one. Thank you very much, Mr. Chairman.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب، کامران صاحب آپ شبلی فراز صاحب کو موقع دے دیں۔ شبلی فراز صاحب! انہوں نے آپ کو mic دے دیا ہے، آپ بات کریں۔

<u>Senator Syed Shibli Faraz, Leader of the Opposition</u>

سینیٹر سید شبلی فراز (قائد حزب اختلاف): شکریہ کامران صاحب، شکریہ چیئرمین صاحب۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (عربی)۔ جناب چیئرمین! آج کا یہ خصوصی اجلاس، خصوصی بیٹھک جس میں ہم ایک پوائنٹ ایجنڈا پر اکٹھے ہوئے ہیں اور یہاں پر ہمارے جتنے بھی colleagues ہیں انہوں نے مختلف طریقوں سے اس بات کا اظہار کیا کہ ہم پاکستان کی حفاظت کے لیے، ہم پاکستان کی integrity کے لیے اور پاکستان کے دفاع کے لیے ایک ہیں۔ بدقسمتی سے پاکستان آج کل مختلف مسائل کا شکار ہے چاہے وہ اندرونی ہوں یا وہ بیرونی ہوں۔ جہاں تک بیرونی مسائل کا تعلق ہے اس میں ہم نے یہ دیکھا ہے کہ ہمارا اصلی دشمن بھارت جس نے کہ کبھی کوئی موقع نہیں جانے دیا پاکستان کو نقصان پہنچانے میں، پاکستان کے مفادات کو نقصان پہنچانے میں، پاکستان کی ملکی حیثیت کو توڑنے

میں اس نے ہر کوشش کی ہے، بڑے عزم کے ساتھ انہوں نے اپنا ایک حدف رکھا ہوا ہے کہ کس طرح سے پاکستان کو نقصان پہنچایا جائے، پاکستان کے image کو کس طرح سے خراب کیا جائے چاہے وہ ان کا سوشل میڈیا ہو ان کا میڈیا ہو، وہ مسلسل پاکستان کے خلاف ایک بیانیہ بناتے رہتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ میں ان کو جو ایک strategic advantage ہے وہ یہ ہے کہ وہ مختلف طریقوں سے اپنے آپ کو market کرتے ہیں، ایک تو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہے، دوسرا ان کا جو diaspora ہے چاہے وہ technology کی دنیا ہو یا سیاست ہو، اس میں ان کے لوگ اہم position پر بیٹھے ہوئے ہیں اور بھارت کا جو ایجنڈا ہے اس میں وہ اس کو قومی اور بین الاقوامی سطح پر ہمارے خلاف استعمال کرتے رہتے ہیں۔

اس میں شدت کب آئی! جب مودی سرکار آئی، جنہوں نے RSS کا ایجنڈا لے کر پاکستان کو تو چھوڑیں انہوں نے جو انڈیا میں مسلمان ہیں یا انڈیا میں جو اقلیتیں ہیں ان پر کیا کیا تشدد کئے، ان پر کیا مظالم ڈھائے اور انہوں نے اپنی پارلیمنٹ میں غیر قانونی بل پاس کروا کے مقبوضہ جموں و کشمیر پر قبضہ کر لیا، جو کہ ایک disputed علاقہ ہے اور اس پر اپنی چادر رکھ دی۔

اب یہ ساری صورت حال ہمارے لئے کافی تشویشناک ہے۔ جس طریقے سے انہوں نے react کیا ہے، جس طریقے سے انہوں نے unilaterally ایسے اقدامات کیے ہیں یا اس کا اشارہ دیا ہے، جس میں سب سے اہم پانی کا مسئلہ ہے۔ پانی جو کہ life line ہے کسی بھی ملک کی economy کے لیے، کسی بھی ملک کی population کے لیے، اس کو threatened کرنا اس کو ہم casually نہیں لے سکتے، اس کو ہم سیاسی بیان کے طور پر نہیں لے سکتے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا یہ بیان جس کا کہ ہم نے اپنے Resolution میں بھی ڈالا کہ

this is an act of war and we will take it literally like that

اب جب ایسی صورت حال پیدا ہوتی ہے کہ جس میں آپ کے ملک کی جو lifeline ہے اس پر کوئی یہ ارادہ رکھتا ہے یا کوئی یہ دھمکی دیتا ہے کہ ہم اس کو ختم کر دیں گے یا اس کو ہم abeyance میں ڈال دیں گے suspend کر دیں گے، کوئی بھی لفظ استعمال کریں، ہمارے لیے اس کے ایک ہی معنی

ہیں اور وہ ہے کہ ہمارا جو دشمن ہے وہ ہم پر ایک جان لیوا وار کرنا چاہتا ہے۔ ہمیں اس کی تیاری کرنی ہوگی۔

چیئرمین صاحب! ایک طرف بھارت اور دوسری طرف ہمارا western front ہے جس طرح کل رات کو بھی ایک major attack ہوا، جو اخباری خبریں ہیں اس میں کوئی 56 کے قریب دہشت گردوں کو ہلاک کیا گیا۔ یہ کافی پریشان کن بات ہے اور timing بہت important ہے کہ ایک تو ہمارے eastern border پر ہمیں ایک ایسی situation میں الجھایا گیا جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جو مظالم مقبوضہ جموں کشمیر میں بھارتی فوج کر رہی ہے اور کرتی آئی ہے اور انہوں نے یہ وقت کیوں چنا؟ انہوں نے اس وقت کو شاید اس لیے بھی چنا کیونکہ دشمن ہمیشہ تاک میں رہتا ہے کہ کس موقع پر وار کیا جائے اور وہ موقع کیا ہے؟ وہ موقع اس وقت جو انہوں نے اس کو read کیا، وہ یہ ہے کہ شاید پاکستان اس وقت شدید سیاسی عدم استحکام کا شکار ہے، پاکستان کی economy بہت کمزور ہے، پاکستان میں جو federation ہے، وہ مختلف مسائل میں پیخ پا بھی ہے اور بر سر احتجاج بھی ہے۔

آپ سندھ کو لے لیں، وہاں پر یہ نہروں کا issue ہے، سنا ہے کہ آج CCI کی meeting ہو رہی ہے، اچھی بات ہے۔ ہم نے یہی کہا تھا کہ کوئی بھی مسئلہ ہو تو اس کو آئین میں جو platform دیا گیا ہے اس پر جانا چاہیے اور CCI کا اجلاس بلایا جو کہ 2 مئی کو تھا اس کو آج رات کو بلایا گیا ہے۔ اچھی بات ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آئین میں ہر مسئلے کا حل دیا ہوا ہے۔ آئین کو آپ follow کریں گے تو آپ کے مسائل کم سے کم ہوں گے لیکن جب آپ آئین کو selectively استعمال کریں گے تو پھر بہت مسائل پیدا ہوں گے۔ اب وہ ہی آئین جو CCI کا ذکر کرتا ہے، وہ ذکر کرتا ہے کہ federation میں سینیٹ کے انتخابات وقت پر کروائے جائیں۔ طریقہ کار موجود ہے۔ ہم آج بھی ایک resolution جمع کروا رہے ہیں لیکن اس میں بہت افسوس کے ساتھ جو حکومتی parties ہیں، مسلم لیگ نون اور پیپلز پارٹی، انہوں نے اس resolution کو support کرنے سے انکار کیا ہے۔ وہ resolution کیا تھی؟ ثانیہ نشتر کی seat خالی ہوئی ہے اس پر 30 دن کے اندر جس طرح کہ آئین کہتا ہے، الیکشن کروائیں۔ چیئرمین سینیٹ الیکشن کمیشن کو خط بھیجتے ہیں لیکن الیکشن کمیشن اس پر عملدرآمد نہیں کر رہا۔

جناب والا! پاکستان یا کوئی بھی ملک ہو، ملکوں کو ادارے چلاتے ہیں۔ ادارے جب مضبوط نہیں ہوں گے، ادارے جب کمزور ہوں گے جس طرح کہ کمزور ہو گئے ہیں تو پھر ملک صحیح طریقے سے نہیں چلے گا۔ آج اگر ہم دیکھیں کہ اس وقت جو ادارے ہیں جس میں obviously ایک سب سے بڑا اہم ادارہ judiciary ہے۔ میں یہ سب باتیں اس لیے کر رہا ہوں کہ اس سے ایک قوم کا تعلق ہے کہ کیسے قومیں بنتی ہیں، کیسے ملک چلتے ہیں، کس کس طریقے سے کون سا ادارہ اس مسئلے کو حل کرتا ہے، اس کو manage کرتا ہے۔ Judiciary تقریباً defunct ہو گئی ہے۔ ہمارے جتنے بھی یہ مسائل ہیں، اگر ہماری عدالتیں آزاد ہوتیں تو میں quote کروں گا Churchill کے ایک بیان کو جس میں انہوں نے کہا تھا:

When the Germans were bombing London during the 2nd World War, Prime Minister Winston Churchill was briefed on the causalities and economic collapse. He asked, “Are the courts functioning?” When told that the judges were dispensing justice as normal, he replied thank God, if the courts are working nothing can go wrong.

جناب قائم مقام چیئرمین: شبلی فراز صاحب! دو چار روز سے بہت اچھے ماحول میں کشمیر پر بات ہو رہی تھی، اس کو strong کریں تاکہ اس کا rhythm نہ ٹوٹ جائے۔

سینیٹر سید شبلی فراز: اس کو ہم اس سے relate کر رہے ہیں کہ آج ہمارے دشمن نے ہم پر کیوں حملہ کیا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے آپ کے پاس جب تک قومی یک جہتی نہیں ہو گی national cohesion جس کو کہتے ہیں تو اس کے لیے میں آخر میں آپ کو دو، تین points دیتا ہوں اور اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ اس وقت ہمیں چاہیے کہ ساری قوم اکٹھی ہو جو کہ مختلف وجوہات کی وجہ سے بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے، سندھ میں کیا ہو رہا ہے، خیبر پختونخوا میں کیا ہو رہا ہے، اکٹھی نہیں ہے، اپنے اپنے مسائل میں گھری ہوئی ہے۔ میری یہ suggestion ہو گی کہ اگر تو اس مسئلے کو حل کرنا ہے اور قوم کو اکٹھا کرنا ہے تو وہ ایک ہی شخص ہے اور وہی شخص ہے کہ اگر آپ اس کو پانچ منٹ دے دیں media پر آکر تقریر کرنے کے لیے اور وہ کہے کہ پورے پاکستان کے عوام مینار پاکستان پر جمع ہو جائیں، میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ ایک کروڑ سے زیادہ لوگ ادھر اکٹھے ہو

جائیں گے اور واہگہ بارڈر کی طرف ہم مارچ کریں۔ یہ بتائیں کہ آپ اگر اس ملک کے مسائل کو حل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو سیاسی قیدیوں کو رہا کرنا ہوگا۔ آپ نے جن لوگوں کو terrorism کے مقدمات میں پھنسایا ہوا ہے، جھوٹے اور جعلی cases کر کے Leader of the Opposition in Senate میرے خلاف دہشت گردی کے تیس مقدمے ہیں۔ قومی اسمبلی کے لیڈر آف دی اپوزیشن کے خلاف 100 سے زیادہ مقدمات ہیں۔ عمران خان پر 300 سے زائد مقدمات ہیں۔ آپ بتائیں ہمارے دس ہزار سے زیادہ workers پر مقدمات ہیں تو پھر اصل terrorists ہیں کی تعداد کتنی ہے؟ میرے خیال ہے government benches آپ کو بتا سکتے ہیں۔ دو تین فیصد سے زیادہ نہیں ہوں گے۔ پاکستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت کو اگر آپ نے دیوار سے لگا دیا isolate کر دیا تو قومی یکجہتی کہاں سے آئے گی؟

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ اللہ کا شکر ادا کریں کہ اتنے cases کے باوجود آپ ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے۔

(مداخلت)

سینیٹر سید شبلی فراز: دیکھیں، یہ سننے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے کیونکہ یہ اِس طرح کی جو جعلی حکومت ہے، اِن کی homeopathic position رہی ہے۔ انہوں نے انڈیا کو جو بیانات دیے ہیں، وہ بہت homeopathic ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انڈیا homeopathic زبان نہیں سمجھتا۔ اُس کو ایک strong message دینا چاہیے اور ایسا message صرف وہی دے سکتے ہیں جو اِس ملک کے حقیقی نمائندے ہیں۔ ایسے نہیں جس میں عوام کے mandate کو چرا کر کسی اور کو منصب پر بٹھا دیا گیا ہے۔ اس لیے ہمیں دونوں چیزوں کو اکٹھا دیکھنا ہوگا۔ آپ نے دیکھنا ہوگا کہ ہم نے اِس ملک کو آگے لے کر جانا ہے۔ ہم نے اِس ملک میں ذاتی مفادات نہیں دیکھنے۔ ہم نے اِس ملک کو صحیح معنوں میں ایک جمہوری اور economically strong ملک بنا کر چھوڑنا ہے اور وہ تب ہی ہوگا جب عوام کے mandate کو مانا جائے بجائے اِس کے کہ اِدھر اُدھر سے لوگوں کو patronize کر کے منصب پر بٹھا دیا جائے اور اس پارلیمان کو rubber stamp بنا دیا جائے۔ حقیقی نمائندے آنے چاہیں اور یہ ہمارا fault ہے۔ اس سے ملک مضبوط ہوگا اور کسی کی جرات نہیں ہوگی کہ ہمارے ملک کو میلی آنکھ سے دیکھ سکے۔ شکریہ۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک منٹ۔ دیکھیں، دو تین روز سے بڑے اچھے اور قومی انداز میں کشمیر کے حوالے سے پوری دنیا کو ایک اچھا message بھی جا رہا تھا اور یہ سلسلہ House of the Federation میں بڑی قومی یک جہتی کے ساتھ چل رہا تھا۔ شبلی فراز صاحب نے کہا کہ جب بھی میں آتا ہوں تو اِن کی یہ غلط فہمی دور کرنے کے لیے میں نے اِن کو mic دیا مگر آپ کی تقریر کے بعد وہ قومی یک جہتی کا rhythm ٹوٹ جاتا ہے۔ میرا اور کوئی issue نہیں ہے لیکن اِس قومی یک جہتی کے rhythm کو ہم ٹوٹنے نہیں دینگے۔

ان چیزوں سے پہلے اس وقت سابق MNA جناب اصغر علی جٹ صاحب ایوان میں تشریف فرما ہیں، ہم ان کو سینیٹ کے اجلاس میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ جی سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب۔

(مداخلت)

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جی، میں بالکل بول چکا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نے تو mic اِن کو دیا تھا۔ انہوں نے آپ سے mic چھین لیا ہے۔ جی عرفان الحق صدیقی صاحب۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جی، میں اس موضوع پر اپنی تقریر کر چکا ہوں۔ میں صرف آپ کے پانچ منٹ لوں گا۔ جو۔۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ جی عرفان الحق صدیقی صاحب۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Leader of the House اس موضوع پر بولے تھے اس کے بعد شبلی صاحب نے اس موضوع پر بڑی تفصیلی تقریر کی تھی۔ آج دوبارہ انہوں نے آپ سے mic لیا ہے اور آپ نے اجازت دی ہے۔ ہمیں اُن کے جذبات واحساسات جو اُنہوں نے پیش کیے ہیں۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: یار! میں چپ کر جاتا ہوں تو آپ بول لیں۔ میں صرف تین چار منٹ میں شبلی بھائی سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو حوالے دیے ہیں کہ آئین کی پاسداری نہیں ہو رہی، بنیادی حقوق ختم ہو گئے ہیں، سیاسی عدم استحکام ہے، اگر یہ ساری چیزیں اور یہ سب کچھ میرے گھر میں اور میرے وطن میں ہو بھی رہا ہے تو ہمیں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے اور ایک دوسرے کا گریبان نوچنے کے بجائے مودی کے گریبان پر ہاتھ ڈالنا ہے اور یک جان ہو کر ڈالنا ہے۔

(Desk thumping)

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ یہاں جب ہم لوگ تھے اور آپ لوگوں کی حکومت تھی تو یہی آئین تھا، یہ آئین تو 1973 میں آیا ہے نا، یہ کوئی اب نہیں آیا ہے۔ اُس وقت کی چیزیں آپ یاد کریں۔ ہمارے تو مقدمے ہی سپریم کورٹ سے شروع ہوتے تھے اور وہیں ختم ہو جاتے تھے، یہی آئین تھا۔ ہمارے ہاں نہ تو کوئی وکیل تھا نہ کوئی دلیل تھی۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: میڈم ایک سیکنڈ۔ تو اس لیے اِن گلے شکووں کو ہم باہمی طور پر حل کریں۔ Judiciary کی بات ہو رہی ہے تو ہمارے دور میں کوئی جنرل نہیں گیا تھا کسی جج کے گھر کہ فلاں کی ضمانت نہیں ہونی چاہیئے۔ آپ کیا بات کرتے ہیں۔ آپ ایسی باتیں نہ کریں۔۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: ابڑو صاحب! آپ کو اِس کے بعد موقع دیتے ہیں۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: ہمارے اور آپ کے درمیان اختلافات ہیں اور وہ رہیں گے۔ آپ ایک سیاسی جماعت ہیں اور ہم ایک سیاسی جماعت ہیں۔ آپ کی حکومت تھی تو زیادتیاں ہوتی رہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آج بھی آپ زیادتیاں محسوس کر رہے ہوں لیکن خدا کے لیے آج کا جو موضوع ہیں، جس میں ہم بھارت اور کشمیر کی بات کر رہے ہیں، جب ایک جارح کی بات کرتے ہیں جو اپنے پنجے اٹھائے ہوئے ہماری سرحدوں پر کھڑا ہے تو پھر ہم ایک دوسرے کا منہ کیوں نوچتے ہیں۔

ہمیں مت یاد دلائیں کہ آئین آ گیا ہے، ہمیں مت یاد دلائیں کہ جب good to see you ہوتا ہے تو وہ عدالت ٹھیک ہوتی ہے اور آج جب عدالت کوئی فیصلہ دیتی ہے تو عدالت خراب ہو

جاتی ہے۔ Judiciary چلی گئی، Churchill یاد آ گیا، ایسے نہ کریں۔ ہمیں آپ سے بہت گلے ہیں، آپ کو ہم سے بہت سے گلے ہوں گے۔ آئیں، اِن گلے شکوؤں کا دفتر کچھ دیر کے لیے بند کر دیں۔ اگر آپ کا ہاتھ میرے گریبان پر ہو گا اور میرا ہاتھ آپ کے گریبان پر ہو گا تو اُس جارح مزاج مودی کا گریبان کون نوچے گا۔ اُس کی گردن پر کون ہاتھ ڈالے گا۔ خدا کے لیے ایک دن ایک موضوع پر ایک آواز ہو جائیں، باقی ہمارے اختلافات ہیں، آپ ہمیں برا بھلا کہتے رہیں، سارا سال کہتے رہیں لیکن آج کے دن اِس قرارداد کے حوالے سے میری دست بستہ اپیل ہے اور یہاں وزرا بھی بیٹھے ہیں، یہ بھی بول سکتے ہیں۔ شبلی بھائی نے موضوع کو divert کر کے جو داخلی معاملات کی طرف لے آئے ہیں اُس سے ماحول یقیناً بگڑا ہے اور خراب ہوا ہے اور میں یہ التماس کرتا ہوں کہ اس ماحول کو track پر لانے کے لیے میرے مقررین ہوں یا آپ کے ہوں، وہ موضوع تک محدود رہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی سینیٹر سیف اللہ ابڑو صاحب!

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: پہلے کامران صاحب کی بات سن لیں۔ نہیں پہلے آپ کریں۔ کامران بھائی آپ بات کریں۔ میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس قرارداد کے حوالے سے آپ بات کریں۔ جی کامران مرتضیٰ صاحب۔

Senator Kamran Murtaza

سینیٹر کامران مرتضیٰ: بہت شکریہ چیئرمین۔ جناب ایسا ہے کہ جب Opposition leader کھڑے ہو جائیں تو ان کا احترام لازم ہے کیونکہ Opposition leader کسی ایک پارٹی کا نہیں ہوتا بلکہ وہ تمام opposition کا leader ہوتا ہے تو میں نے ان کے احترام میں کہا تھا کہ ٹھیک ہے، ان کو mic دے دیں لیکن اِس کا ہرگز یہ مقصد نہیں تھا کہ میں نے اپنی باری چھوڑ دی تھی لیکن اُن کا احترام مجھ پر بھی واجب تھا اور جناب میں نے اُس احترام کا حق ادا کیا ہے۔

جناب! پہلگام پر بات ہو رہی ہے اور پہلگام کا فاصلہ LOC سے دو سو کلومیٹر ہے۔ یعنی فرض کر لیں کہ اگر کوئی LOC سے enter ہونا چاہے تو اُس کو دو سو کلومیٹر چلانا پڑے گا۔ وہ گاڑی پر بھی ہو سکتا ہے، وہ motorbike پر بھی ہو سکتا ہے، وہ کسی جانور پر بھی ہو سکتا ہے اور پیدل بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی دو سو کلومیٹر اِس طرف سے جانا پڑے گا اور اگر اُس نے واپس LOC پار کرنی ہے،

جیسا کہ اِس واقعہ کو کئی دن ہو گئے ہیں، تو اس کو واپس بھی آنا ہے۔ تو اگر وہ کم سے کم وقت بھی لے تو یہ چار سے پانچ گھنٹے سے کم کا سفر نہیں ہو سکتا یعنی دو ڈھائی گھنٹے ایک طرف سے اور دو ڈھائی گھنٹے دوسری طرف سے۔

جو واقعہ ہوا جس میں اٹھائیس سیاح مارے گئے۔ یقیناً خون کسی کا بھی بہے تو اُس کی تعریف نہیں کی جا سکتی بلکہ اُس کی مذمت کی جا سکتی ہے اور اِس واقعہ کی بھی بحیثیت پاکستانی اور مسلمان ہونے کے طور پر ہم مذمت ہی کرتے ہیں مگر اس کے ساتھ جو کچھ بھارت سرکار نے کیا، ہم اُس کی بھی مذمت کرتے ہیں کہ واقعہ کے صرف دس منٹ کے اندر شاید پولیس اسٹیشن تک بھی نہیں پہنچا جا سکتا تھا۔ اگر وہاں سے پولیس اسٹیشن ایک کلومیٹر کی دوری پر بھی تھا تو وہاں سے اُن کو ایک کلومیٹر جاتے ہوئے بھی، اگر انہوں نے لاشیں نہیں سمیٹیں، اگر انہوں نے زخمی نہیں سنبھالے اور زخمیوں کا اُٹھائے بغیر، لاشوں کو اٹھائے بغیر اور ہسپتال پہنچائے بغیر انہوں نے پولیس اسٹیشن پر rush بھی کیا ہو تو جو کہ at the most ایک کلومیٹر بھی دور ہو اور ہم یہ فرض کر لیں تو بھی دس منٹ میں نہیں پہنچا جا سکتا اگر فرض کر لیتے ہیں وہ پہنچ بھی گئے دس منٹ میں تو پھر دس منٹ میں mind apply کرنا کہ کس کے کہنے پر یہ واقعہ ہوا یا کس کے کرنے سے یا کہاں سے وہ مارنے والے آئے تھے جو کہ اچانک اس کے بعد غائب ہو گئے، یہ بذات خود ایک سوالیہ نشان بن جاتا ہے اور اس سوالیہ نشان کا جواب دنیا اب بھی تلاش کر رہی ہے۔ آیا یہ سب کچھ ممکن تھا کہ دس منٹ کے اندر FIR lodge کر دی جاتی ہے؟ FIR lodge ہونے کے ساتھ ہی ان کو یہ معلوم بھی ہو جاتا ہے کہ اس میں کون involved ہے اور اس کے بعد immediately بھارت کے Prime Minister announce بھی کر دیتے ہیں اور سندھ طاس معاہدہ یعنی پانی کے حوالے سے جو معاہدہ ہے ہمارے اور ان کے درمیان اس کو بھی انہوں نے suspend کر دیا۔

جناب والا! مودی نے جو کچھ کیا اور تو کوئی اس کے حصے میں کوئی اچھی یا بری بات آئے یا نہ آئے اس نے یقیناً یزید کے ساتھ اپنے آپ کو equate کر دیا۔ یزید نے 1400-1500 سال پہلے امام حسین کے ساتھ کیا تھا اس نے کہا کہ میں بھی پانی بند کرتا ہوں وہ اس نے پاکستانیوں کے ساتھ کرنے کی کوشش کی تو یزید اور مودی میں کوئی خاص فرق نظر نہیں آیا۔ اس وقت اس کا یہ کہہ

دینا کہ ہم آپ کا پانی بند کریں گے گو کہ پانی بند کرنا اتنا آسان نہیں ہے مگر اس کا یہ کہہ دینا کہ پاکستانیوں پر پانی بند کر دیا جائے گا اس نے اپنا تعلق یزید کے ساتھ جوڑ لیا جو کہ یقیناً قابل مذمت ہے۔

جناب والا! یہ واقعہ اور اس کے ساتھ جو تعلق ہے اس کو میں دو حوالوں سے بیان کروں گا۔ جس دن یہ واقعہ ہوا کیرالہ کے تین ججز پہلگام میں موجود تھے۔ یہ تین ججز کیرالہ کے تھے یہ وہ ججز تھے جنہوں نے RSS کے پانچ لوگوں کو life sentence دیا ہوا تھا۔ یہ بات ممکن ہے اور یہ بہت زیادہ ممکن ہے کہ وہ تین ججز جو کیرالہ سے تھے، جنہوں نے RSS کے لوگوں کو عمر قید کی سزا دی تھی، یہ اس واقعہ کا نشانہ ہوتے اور اس کے پیچھے RSS خود ہوتی جس کے ساتھ مودی صاحب کا اپنا تعلق بنتا ہے۔ وہ تین ججز incidentally یا luckily اس سے چند منٹ پہلے چلے گئے اور اس طرح سے وہ بچنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کہانی کے بننے میں لگتا ہے جو اس کا طریقہ کار ہے وہ یہی تھا کہ کسی طرح RSS سے جو تعلق بن سکتا تھا اس کو ختم کیا جائے اور اس تعلق کا ملبہ پاکستان پر ڈالا جائے۔ مودی صاحب نے immediately پاکستان پر ملبہ توڑ ڈال دیا مگر کیا وہ ملبہ جو اس میں ڈالا گیا وہ واقعی ملبہ ڈالنے میں کامیاب ہو گئے، کوئی prudent mind اس بات کو accept نہیں کر رہا کہ جو کچھ مودی نے کہا وہ درست ہے مگر prudent mind نے accept نہیں کیا۔ اس کے باوجود بھی آپ اگر ماحول کو دیکھیں جو ہندوستان نے پیدا کیا ہوا ہے صرف اپنے ملک اور ہمارے ملک کے درمیان بارڈر پر نہیں پیدا کیا ہوا بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی پیدا کرنے کی کوشش ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ معاملہ یہیں پر ختم ہو جائے گا؟ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ یہ معاملہ یہیں پر ختم ہو جائے گا تو میرا خیال ہے یہ اس کو خوش فہمی ہے اس کو خام خیالی ہے معاملہ یہاں پر قطعاً ختم نہیں ہو گا۔

جو لوگ برطانیہ میں protest کے لیے جا سکتے ہیں، جو پاکستانی ہائی کمیشن کی building پر نارنجی پانی پھینکنے کی کوشش کر سکتے ہیں وہ یقیناً surgical strike یا اس سے ملتی جلتی کوشش پاکستان میں بھی کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ سوال اس وقت یہ ہے کہ کیا پاکستان اس کے لیے تیار ہے؟ اگر ہندوستان نے پاکستان پر کوئی target lock کر لیے ہیں۔ کیا جواب میں ہم نے بھی خیالی طور پر کوئی target lock کر لیے ہیں جن کا ہم نے جواب دینا ہے؟ ہم کو وہ target اب سے lock کر لینے چاہیں اگر ہم جنگ کی حمایت نہیں کرتے حکم اللہ پاک کا یہ ہے کہ جنگ کی تمنا نہ کی جائے۔ مگر فرض کر لیجئے اگر مسلط ہو جائے تو اس کے لیے آپ کو مکمل طور پر

تیار ہونا چاہیے اور وہ تیاری آپ کی اسی طرح کی ہونی چاہیے فرض کر لیجئے انہوں نے اگر پانچ target lock کیے ہوئے ہیں تو ہم کو جواب میں ان کے دس target lock کر کے پہلے سے رکھنے چاہیں وہ target ان targets سے جو expected targets ہو سکتے ہیں ان سے بہتر ہونے چاہیں یعنی بہتر سے مراد یہاں پر یہ ہوگا کہ وہ نقصان جو ہماری طرف سے ہو سکتا ہے اس سے بڑا نقصان پھر وہاں پر ہونا چاہیے۔

ہم جنگ کی تمنا نہیں کر رہے ہم اللہ کے اس حکم کے تابع ہیں کہ جنگ کی تمنا نہیں کرتے۔ ہم اللہ کے اس حکم کے تابع ہیں کہ ہم کسی خون بہائے کی تعریف نہیں کرتے مگر in case ہمیں جنگ میں involve کیا گیا، اگر ہمیں جنگ میں جھونکا گیا تو پھر جنگ میں جھونکے جانے کا خمیازہ وہ مودی سرکار کو اور ہندوستان کو بھگتنے کے لیے تیار ہونا چاہیے۔ اس کے لیے ہماری افواج، دفاع اور حکومت کو ہر طرح سے تیار ہونا چاہیے اور صرف حکومت کے تیار ہونے سے معاملہ حل نہیں ہوگا بلکہ عوام کو بھی اس معاملے پر ہر طرح سے تیار رہنا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ ایک غزہ فلسطین میں، کشمیر میں اور ایک غزہ پاکستانی بارڈر کے اوپر بن جائے ہمیں اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے ہر وقت تیار ہونا چاہیے۔

جناب والا! ایک اور بات آج مودی صاحب کو threat کیے ہوئے جس میں World Bank ثالث بھی ہے، guarantor بھی ہے کہ آپ کا پانی بند کر دیں گے۔ اس حوالے سے UN کی بھی ذمہ داری یقیناً بنتی تھی تو UN کی تشکیل کو آج شاید 80 years پورے ہو گئے ہیں اور اس کو آج میں نے TV پر دیکھا ticker بھی چل رہے تھے کوئی celebrate بھی کیا جارہا تھا۔ مگر celebrate کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ اس کے اوپر تقریریں کریں یا لوگ اس پر جا کر تقریریں کریں۔ کیا اتنے دنوں میں UN نے بھی کوئی کردار ادا کیا ہے؟ کوئی بین الاقوامی فورم اس حوالے سے آگے بڑھا ہے کہ World Bank, IMF نے کہیں اس میں کہا کہ ہم اس میں guarantor تھے۔ یہ دو طرفہ معاہدہ ہے آپ کس طرح سے یک طرفہ طور پر اس کو suspend کر رہے ہیں؟ یا اس کو منسوخ کرنے کا اعلان کر رہے ہیں۔ اس حوالے سے بین الاقوامی ادارے بھی اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے سے اب تک قاصر ہیں گو کہ دو تین ملکوں نے درمیان میں

intervene کیا ہے جس میں ایران، چین اور سعوی عرب شامل ہیں مگران ملکوں کی ذاتی کاوشیں ہیں نہ کہ بین الاقوامی اداروں کی کاوشیں ہیں۔

جناب والا! ایک طرف تو target lock ہونے چاہیں اور دوسری طرف ہمیں اپنا گھر in order کرنا چاہیئے۔ اس بات پر قطعاً بُرا نہیں منانا چاہیے کہ ہمیں اپنے گھر کو in order کرنے کی ضرورت ہے اور in order کرنے کی ذمہ داریاں ہیں۔ یہ ذمہ داری اپوزیشن پر نہیں ہوتی۔ اپوزیشن کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ گھر in order کرے بلکہ بعض اوقات اپوزیشن برائے اپوزیشن ہوتی ہے تو گھر in order کرنے کی ذمہ داری حکومتوں کی ہوا کرتی ہے۔ حکومتیں اگر یہ کام کر لیں تو یقیناً اس کا فائدہ ہو گا۔ میرے بڑے محترم ہیں جناب صدیقی صاحب انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ بھی سب کچھ ہوتا رہا ہے جو کچھ عدالتوں کے حوالے سے کیا گیا ہے۔ میں خود اس بات کا witness ہوں کہ سب کچھ ہوتا رہا۔ میں اس بات کا بھی witness ہوں کہ طلال چوہدری صاحب کو وکیل بھی نہیں ملا کرتے تھے اور وہ اس وقت کے عدالتی سورما تھے وہ بھی اس بات پر mind کیا کرتے تھے کہ اچھا آپ ان کے وکیل بن کر آگئے ہیں یعنی وہ ہمیں جھوٹوں سے تشبیہ دیا کرتے تھے کہ you too اور یہ سارا کچھ ان کے ساتھ ہوتا رہا۔ مگر جناب! صدیقی صاحب سے ہاتھ جوڑ کر آپ سے عرض ہے کہ یہ اگر آپ کے ساتھ سب کچھ ہوتا رہا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اب دوسروں کے ساتھ سب کچھ ہوتا رہے۔ ہم نے پاکستان کے لیے آگے بڑھنا ہے، ہم نے پاکستان کا ماحول درست کرنا ہے۔ ہم نے اس دستور کے اوپر حلف لیا ہوا ہے اور جب ہم نے اس کے اوپر حلف لیا ہوا ہے، ہم نے اس کے اوپر قسم کھائی ہوئی ہے۔ تو اس معاملے میں ہمیں اس کی روح کے مطابق آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان ہم سب کا ہے، یہ پاکستان پر احسان نہیں ہے کہ ہم اس کے لیے ہندوستان کے خلاف کھڑے ہوں گے۔ پاکستان کے لیے اپنی جان قربان کرنا بہت معمولی بات ہو گی مگر پاکستان کے اندر ماحول کو درست کرنا بھی ایک راست قدم ہو گا۔ خدا کے واسطے پاکستان کے معاملات کو درست کریں و گرنہ اس طرح پاکستان کے لیے دیر ہو رہی ہے، پاکستان زندہ باد۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی منسٹر طارق فضل چوہدری صاحب۔

جناب طارق فضل چوہدری (وزیر پارلیمانی امور): بہت شکریہ، جناب چیئرمین! جناب میری سب سے پہلے تو مودبانہ گزارش ہے کہ انڈیا کے جعلی اور جھوٹے propaganda اور اس

کے بعد پاکستان کی طرف سے جو ایک بہت مضبوط پیغام گیا ہے، اسی سلسلے میں سینیٹ کے اجلاس میں آپ نے جو وحدت، عزم اور اتحاد دیکھا ہے۔ بہت سے ایسے سینیٹرز ہیں جن کے نام تقاریر کے لیے فہرست میں موجود ہیں جو اس وقت تک تو 13 تھے، شاید اب وہ 15 کے قریب ہیں تو میری گزارش ہو گی کہ کل بھی اس موضوع پر اجلاس میں بحث جاری رکھی جائے اور جس طرح آج normal business suspend کیا گیا ہے اسی طرح کل بھی اسے continue کیا جائے، ایک تو میری یہ submission ہے۔

دوسرا یہ کہ ابھی سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب نے بات کی ہے اور طلال چوہدری صاحب کا ذکر کیا، بالکل میں اس بات کا witness ہوں کہ انہیں اس وقت وکیل میسر نہیں تھا اور کامران صاحب ہمارے وکیل کے طور پر پیش ہوتے تھے۔ جناب انہوں نے جو بات کی ہے کہ یہ تاثر شاید حکومت کی طرف سے دیا گیا ہے کہ چونکہ اس وقت یہ جبر تھا اور اب بھی یہ جاری رہے گا، ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔ ہمارے پارلیمانی لیڈر نے جو بات کی ہے میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بالکل یہ نہیں کہا، انہوں نے یہ کہا ہے کہ شاید آپ کو بھی ہم سے گلہ شکوہ ہو سکتا ہے لیکن اس وقت ضرورت اس ماحول کی ہے وہ ایک اتحاد کا پیغام دینا ہے، اگر اس وقت ہم بیچ چوراہے میں اپنے dirty linen کو دھونا شروع کر دیں گے تو this is not the time جو معزز قائد حزب اختلاف نے بات کی ہے وہ متعدد مرتبہ پہلے بھی کرتے رہے ہیں، آئندہ بھی کرتے رہیں گے مگر آج موقع ایسا ہے کہ جس میں پوری قوم نے اتحاد کا پیغام دینا ہے اور وہ گیا ہے الحمدللہ اور اس مضبوط پیغام کا اثر سرحد کے اس پار موجود ہے۔ بہت شکریہ جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی شبلی فراز صاحب۔

سینیٹر سید شبلی فراز: جناب میرے پاس پارلیمانی امور کے وزیر اور طلال چوہدری صاحب بھی آئے تھے اور انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ اس وقت جو موضوع زیر بحث ہے وہ اتنا اہم ہے اور ہمارے کئی سینیٹرز نے ابھی بات کرنی ہے تو میں نے بالکل اس بات سے agree کیا ہے کہ اگر آپ سینیٹ کے اجلاس کو کل کے لیے بھی جاری رکھنا چاہتے ہیں تو بالکل کریں، ہم چاہیں گے کہ یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ جس پر سب کو بات کرنی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ اس حوالے سے چونکہ دونوں اطراف سے منسٹر صاحب نے بھی اور Leader of the Opposition نے بھی بات کی ہے، 14 list سے بھی زیادہ ارکان کی

ہے اور سب کی خواہش ہے کہ بات کریں اور اس بات پر consensus ہوا ہے کہ اجلاس کل بھی جاری رکھتے ہیں۔ کچھ اراکین نے مختلف صوبوں سے آنا ہے، دو صوبوں سے تو وہ by air آرہے ہیں تو اس حوالے سے میں نے Leader of the Opposition کو بھی call کی تھی لیکن شاید یہ کسی meeting میں تھے، کچھ اور پارلیمانی لیڈرز نے بھی کہا ہے کہ اجلاس کل صبح کی بجائے شام کے وقت رکھا جائے۔ اپوزیشن لیڈر اور حکومت دونوں کی طرف سے consensus ہے اس لیے آج کا اجلاس بروز منگل 29 اپریل، 2025 تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ شکریہ۔

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 29th April, 2025 at 03:00 p.m.]